مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا ترجمان
ہفت روزہ
ختمِ نبوّت
کراچی

قبولیتِ دعا کا راز

آدمی کہتا ہے "یارب یارب"۔ مگر اس کا کھانا حرام ہوتا ہے۔ اس کا پینا حرام ہوتا ہے۔ غذا حرام۔ لباس حرام تو اس کی دعا کیسے قبول ہو؟ قبولیت دعا کے لیے کھانا پینا گذر اوقات کا حلال ہونا شرط ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

اُجِیبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ۔ میں دعا کرنیوالے کی دعا کو قبول کرتا ہوں جبکہ وہ مجھ سے دعا کرتا ہے۔

جلد ۱

۲۸ ذیقعدہ تا ۴ ذوالحجہ ۱۴۰۲ھ مطابق ۱۷ تا ۲۳ ستمبر ۱۹۸۲ء

شمارہ ۱۶

خصائل نبوی برشمائل ترمذی

باب: کنگھی کرنے کا بیان

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پہلے داہنی طرف کنگھا فرماتے تھے

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مدنیؒ

۳۔ حدثنا هناد بن السري حدثنا ابو الاحوص عن اشعث بن ابي الشعثاء عن ابيه عن مسروق عن عائشة رضي الله عنها۔ قالت ان كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ليحب التيمن في طهوره اذا تطهر وفي ترجله اذا ترجل وفي انتعاله اذا انتعل۔

۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنے وضو کرنے میں، کنگھی کرنے میں، جوتہ پہننے میں (غرض ہر امر میں) دائیں کو مقدم رکھتے تھے۔ یعنی پہلے دائیں جانب کنگھی کرتے پھر بائیں جانب۔

فائدہ ان تین چیزوں کی جو حدیث میں ذکر کی گئی ہیں کچھ قید نہیں۔ بلکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہر چیز کو دائیں سے شروع کرنا پسند فرماتے تھے۔ اسی وجہ سے ترجمہ میں ہر چیز کا اضافہ کر دیا اور اس کا اصل قاعدہ یہ ہے کہ جس چیز کا وجود زینت اور شرافت ہے اس کے پہننے میں دایاں مقدم کرنا چاہیے جیسے کپڑا جوتہ اور نکالنے میں بایاں مقدم۔ اور جس چیز کا وجود زینت نہیں اس کے کرنے میں بایاں مقدم کرنا چاہیے جیسے پاخانہ جانا کہ اس میں جاتے وقت بایاں پاؤں مقدم ہونا چاہیے اور نکلتے وقت دایاں برخلاف مسجد کے کہ اس کا قیام شرافت اور بزرگی ہے اس لیے مسجد میں داخل ہوتے وقت دایاں پاؤں اول داخل کرنا چاہیے اور نکلتے وقت بایاں پاؤں اول نکالنا چاہیے۔

۴۔ حدثنا محمد بن بشار حدثنا يحيى بن سعيد عن هشام بن حسان عن الحسن البصري عن عبد الله بن مغفل قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الترجل الا غبًّا۔

۴۔ عبداللہ بن مغفل فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کنگھی کرنے کو منع فرماتے تھے مگر گاہے گاہے۔

فائدہ قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ گاہے گاہے سے مراد تیسرا دن ہے۔ ابوداؤد شریف میں ایک حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی روزانہ کنگھی کرنے کی ممانعت وارد ہوئی ہے۔ علماء نے لکھا ہے کہ یہ ممانعت جب ہے جب کوئی ضرورت اس کی مقتضی نہ ہو، ورنہ کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ یہ ممانعت بطور کراہیت تنزیہی کے ہے اور اس حالت کے ساتھ مخصوص ہے کہ جب بالوں کے ساتھ پراگندگی کی صورت میں روزانہ کنگھی کرنا مکروہ نہیں ہے۔

۵۔ حدثنا الحسن بن عرفة قال حدثنا عبد السلام بن حرب عن يزيد بن ابي خالد عن ابي العلاء الاودي عن حميد بن عبد الرحمن عن رجل من اصحاب النبي

باقی صفحہ ۹ پر

ہفت روزہ
ختم نبوت
کراچی

زیر سرپرستی
حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم
سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف

مدیر مسئول
عبدالرحمٰن یعقوب باوا

مجلس ادارت
مفتی احمد الرحمان
مولانا محمد یوسف لدھیانوی
ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر
مولانا بدیع الزمان
مولانا منظور احمد الحسینی

مینیجر
علی اصغر چشتی صابری، ایم۔اے۔ایل۔ایل۔بی

فی پرچہ ۔ ڈیڑھ روپیہ

بدل اشتراک
سالانہ ——— ۶۰ روپیہ
ششماہی ——— ۳۵ روپیہ
سہ ماہی ——— ۲۰ روپیہ

برائے غیر ممالک بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک
سعودی عرب ——— ۲۱۰ روپیہ
کویت، دوبئی، شارجہ دوبئی، اردن اور
شام ——— ۲۴۵ روپیہ
یورپ ——— ۲۹۵ روپیہ
آسٹریلیا، امریکہ، کینیڈا ——— ۲۸۰ روپیہ
افریقہ ——— ۲۱۰ روپیہ
افغانستان، ہندوستان ——— ۱۶۵ روپیہ

رابطہ دفتر
دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ پرانی نمائش کراچی ۳

ناشر ۔ عبدالرحمٰن یعقوب باوا
طابع ۔ کلیم الحسن نقوی انجمن پریس، کراچی
مقام اشاعت ۔ 2/A سائرہ مینشن ایم اے جناح روڈ، کراچی

فہرست

۱	ابتدائیہ	۴
۲	رائے آپ کی	۵
۳	کفریات مرزا ۔ حافظ نور محمد	۶
۴	نزول عیسیٰ ۔ مولانا محمد یوسف لدھیانوی	۱۰
۵	کامیابی کا راز ۔ علی اصغر چشتی	۱۳
۶	بائبل سے قرآن کی تصدیق ۔ رانا احسان الحق	۱۵
۷	بے حجابی سے تیری ٹوٹا نگاہوں کا طلسم / اک ردائے نیلگوں کو آسماں سمجھا تھا میں ۔ مولانا تاج محمد	۱۹
۸	افادات عارفی ۔ ڈاکٹر عبدالحی عارفی	۲۳
۹	نظم ۔ ابراہیم اسماعیل	۲۴

شعبہ کتابت

۱ ۔ محمد عبدالستار واحدی
۲ ۔ حافظ گلزار احمد
۳ ۔ غلام یٰسین تبسم

ہفت روزہ ختم نبوت

ابتدائیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لانبی بعدہٗ

جنوبی افریقہ میں مسلمانوں کی کامیابی

الحمد للہ — جنوبی افریقہ میں اللہ رب العالمین نے مسلمانوں کو کامیابی سے ہمکنار فرمایا وہاں کے سپریم کورٹ نے بھی قادیانیوں کو کافر قرار دے دیا۔ یہ ایک بہت بڑی کامیابی ہے اور اسلام کی عظیم الشان فتح ہے۔ اس موقع پر اللہ تبارک و تعالیٰ کا جتنا شکر ادا کیا جائے کم ہے۔

اخبارات کی اطلاع کے مطابق جنوبی افریقہ کی سپریم کورٹ نے لاہوری قادیانیوں کا یہ دعویٰ مسترد کر دیا کہ وہ مسلمان ہیں۔ بہت اچھا ہوا کہ یہ فیصلہ جلد ہو گیا۔ جنوبی افریقہ کے مسلمان ایک عرصہ سے بے چین تھے۔ چنانچہ وہاں کی مسلم تنظیموں نے پاکستان کے علمائے کرام کی طرف رجوع کیا۔ اور گذشتہ دنوں پاکستانی علمائے کرام اور قانون کے ماہرین کا ایک وفد وہاں کے مسلمانوں کی دعوت پر جنوبی افریقہ روانہ ہوا۔

اس کارنامے میں مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان برابر کا شریک ہے۔ ہماری جماعت کے ناظم تبلیغ مولانا عبدالرحیم اشعرؔ جنہیں مرزائیت کے موضوع پر دسترس حاصل ہے وہ بھی اس وفد میں شامل تھے۔ مولانا موصوف ۱۹۷۴ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت کے دوران مستقل اسلام آباد میں مولانا مفتی محمودؒ کے پاس مقیم تھے اور مولانا مفتی محمود (مرحوم) ان کو مشورے میں شامل رکھتے تھے۔

اخبارات کے مطابق دو دن تک سپریم کورٹ نے پاکستانی وفد کے دلائل سننے کے بعد قادیانیوں کا دعویٰ خارج کر دیا۔

اس نوعیت کا یہ پہلا واقعہ نہیں ہے۔ پاکستان کی کئی عدالتوں نے مرزائیت کو کفر قرار دیا تھا رہی سہی کسر ۱۹۷۴ء میں قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے کر پوری کر دی۔ اس کے علاوہ ماریشش کی سپریم کورٹ نے بھی قادیانیوں کے غیر مسلم ہونے کا فیصلہ دیا تھا۔

لاہوری قادیانیوں کو یہ واقعہ بھی اچھی طرح یاد ہوگا کہ آج سے تقریباً بیس (۲۰) سال قبل برما میں ان کے گروپ کے واحد قادیانی آنجہانی ڈاکٹر این اے خان قادیانی کو مسلمانوں کے قبرستان میں تدفین کی وہاں کے مسلمانوں نے اجازت نہیں دی تھی۔ مرزائیوں نے وہاں کی حکومت کے دروازے کھٹکھٹائے لیکن بے سود، وہاں کے علمائے کرام نے اس سلسلے میں بڑی محنت کی تھی۔ اب وہاں لاہوری گروپ کا ایک فرد بھی نہیں ہے دوسرے گروپ کے قادیانی بھی دم توڑ رہے ہیں۔

آخرکار ڈاکٹر این اے خان قادیانی کو وہاں کی حکومت نے لاوارثوں کے قبرستان میں ایک الگ قطعۂ زمین میں دفن کر دیا تھا۔

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

رائے آپ کی

لاہوری قادیانی اب اس مقام پر کھڑے ہیں کہ ربوہ والے مرزائی بھی انہیں قبول نہیں کرتے اور مسلمان بھی ان کو الگ سمجھتے ہیں۔ بہتر یہ ہوگا کہ وہ اپنے گلے سے مرزا غلام احمد قادیانی کا طوق اتار کر رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن مبارک سے وابستہ ہو جائیں۔ یہی ان کی نجات کا واحد ذریعہ ہے۔ ہم انہیں پھر ایک بار اسلام کی دعوت پیش کرتے ہیں۔

جنوبی افریقہ کی اس عظیم کامیابی پر ہم جنوبی افریقہ کے مسلمانوں اور پاکستانی وفد کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کو اونچا رکھا اور آپؐ کی ناموس کے تحفظ کیلئے جدوجہد کرتے رہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ انہیں اتنی استقامت عطا کرے کہ وہ اس فتنہ کو جڑ سے اکھیڑنے میں کامیاب ہو جائیں۔ آمین۔

(عبدالرحمن یعقوب باوا)

رائے آپ کی

ختم نبوت کا اجرا، مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیجانب اہم پیش رفت ثابت ہوگی

مکرمی جناب عبدالرحمن یعقوب صاحب
ناظم اعلیٰ مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی

السلام علیکم۔ ختم نبوت کے نازک اور مرکزی مسئلہ کے سلسلہ میں قرآن و سنت کی روشنی میں صحیح خطوط کیجانب مثبت رہنمائی تمام اُمت کا فرض منصبی ہے۔ لیکن اس ضمن میں قائدین پر بڑی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں ان سے مکمل طور پر عہدہ برآ ہونے کے لئے الحاد و لادینیت کے خلاف محاذ آرائی اور نظریہ پاکستان کے تحفظ اور نظام اسلام کے نفاذ کے لئے مقام مصطفیٰؐ اور ختم نبوت کی صحیح تشریح و تبلیغ نہایت ضروری ہے۔ مجلس ختم نبوت کا اجرا اس جانب پیشقدمی کا نقیب ہوگا اور تمام علماء کو چاہیے کہ وہ ذرعی اختلافات کو بھلا کر ایک پلیٹ فارم پر اکٹھے ہو جائیں تاکہ ختم نبوت کے منکرین و مرتدین سے اس پاک دھرتی کو صاف و پاک کیا جا سکے۔ ہم دعا گو ہیں کہ خدائے بزرگ و برتر رسالہ کو روز افزوں ترقی عطا فرمائے اور مجاہدین و خادمین ختم نبوت کی کوششوں کو کامیاب فرمائے آمین۔ ہم حکومت وقت سے بھی پرزور مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ جلد از جلد اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ کی مدد سے نظام اسلام کو نافذ کرکے اور مسلمانوں کی دیرینہ آرزو پوری کرکے پاکستان کو اسلامی قلعہ بنادے۔ نیز ارباب اقتدار تمام مرزائیوں کو کلیدی آسامیوں سے ہٹا دے۔ مرزائیوں کی علیحدہ مردم شماری کرکے فہرست مرتب کی جائے اور ان کی شناخت کے لئے قانون وضع کیا جائے۔ انجمن کے پلیٹ فارم سے ختم نبوت کے منکرین کے خلاف عملی جہاد میں حصہ لینے کے لئے نوجوان خصوصاً عصری طلبہ (یونیورسٹیوں اور کالجوں کے طلبہ) جذبہ و شوق رکھتے ہیں۔ مبلغ اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی یا ناظم کراچی باوا صاحب کی معرفت انجمن کی انتظامیہ سے رابطہ قائم کیا جا سکتا ہے۔ منکرین رسالت مصطفیٰؐ سے نبرد آزما ہونے کے لئے انہیں عملی و دینی تربیت بھی دی جائے گی۔

فقط والسلام علیکم
بانی وارکین انتظامیہ
انجمن خادمین اسلام پاکستان

باقی صفحہ ۱۸ پر

قسط نمبر ۲

دینِ مرزا کفرِ خالص

کفریات مرزا

از:- مولانا حافظ نور محمد خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مرزا صاحب خود خدا تھے معاذ اللہ

مرزا صاحب نے کہا تھا کہ میں عنقریب خدائی کا دعویٰ کروں گا اور میری امت اس کی تصدیق کرے گی چنانچہ آپ خدا بن بیٹھے لیکن افسوس ان کی امت نے اس دعویٰ خدائی کی تصدیق نہیں۔ مگر اہل اسلام ان کو فرعون و نمرود جیسا خدا تسلیم کرتے ہیں۔

(۱) رأیتنی فی المنام عین اللہ و تیقنت اننی ھو (آئینہ کمالات اسلام ص۵۶۴) میں (مرزا) نے خواب میں دیکھا کہ ہو بہو اللہ ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں۔

(۲) "دنیال نبی نے اپنی کتاب میں میرا نام میکائیل رکھا ہے اور عبرانی میں لفظی معنی میکائیل کے ہیں۔ خدا کے مانند اور مثل ہے" (اربعین حاشیہ صفحہ ۲۵)

قرآن مجید بلند آواز سے کہہ رہا ہے۔ لیس کمثلہ شیء "وہ بے مثل ہے" مگر چودھویں صدی کے مجدد کفر و بدعت مرزا صاحب فرماتے کہ میں "خدا کے مانند ہوں" اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ نہایت قطع و یقین سے کہتے ہیں کہ "میں خدا ہوں" مرزائی دنیا میں مرزا صاحب کا دعویٰ خدائی کچھ اچھی نظروں سے نہیں دیکھا گیا تو ان کے کاسہ لیسوں وعبودیت کیشوں نے اس دعویٰ کی اس طرح سے مرمت کی کہ یہ دعویٰ خواب کا ہے جیسا کہ عبارت مرزا میں خود موجود ہے کہ میں نے خواب میں الخ..... اس لئے اس دعوے کی نہ کچھ حقیقت ہے اور نہ اعتبار کے قابل"

اگرچہ امت مرزائیہ نے مرزا صاحب کو زبردستی مرتبۂ ربوبیت والوہیت سے گرا کر بندوں اور انسانوں کے زمرے میں شامل کرنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن مرزا صاحب کے اس دعویٰ خدائی کی طنابیں کچھ ایسی نہیں تھیں۔ جو ڈھیلی ہو جائیں کیونکہ مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ "نبی کی خواب ایک قسم کی وحی ہوتی ہے" ازالہ کلاں صفحہ ۸۰۔ (۲) اور جو لوگ خدا تعالیٰ سے الہام پائے وہ بغیر فرمائے کوئی دعویٰ نہیں کرتے اور اپنی طرف سے کسی قسم کی دلیری نہیں کر سکتے۔ (ازالہ کلاں صفحہ ۸۱)

اور آپ کا مشہور الہام ..

اے مرزا تو اپنی خواہش سے نہیں بولتا بلکہ وحی الہام کے موافق بولتا ہے۔

(ازالہ الاوہام صفحہ ۸۷) اور مرزا صاحب (بقول خود) نبی و رسول اور ملہم ہیں اور امت مرزائیہ مرزا صاحب کی نبوت و رسالت اور الہام پر ایمان رکھتی ہے۔ اور اسی کو سرمایۂ نجات سمجھتی ہے۔ اس لئے مرزا صاحب کا یہ دعویٰ الوہیت منامی خیالی نہیں۔ بلکہ حقیقی و قطعی ہے حیرت اور افسوس ہے۔ اس مرزائی خدا کے نخوت مآب سرکش بندوں پر جو اس کی الوہیت کے کنگروں کے مسمار کرنے میں جد و جہد کر رہے ہیں مگر ہم تمام مسلمان مرزا صاحب کے اس دعویٰ خدائی کی یہ قدر کرتے ہوئے یہ قطعی عقیدہ رکھتے ہیں کہ آپ کا دعویٰ فرعون کے دعویٰ اَنَا رَبُّکُمُ الاَعْلٰی کے دوش بدوش ہے اور یہ دونوں نام ہستیاں ایک ہی سلسلہ کی دو کڑیاں ہیں مرزائیو سنتے ہو

مجھ سا مشتاق جہاں میں کہیں پاؤ گے نہیں
گرچہ ڈھونڈو گے چراغ رخ مرزا لیکر

اور لطف یہ ہے کہ اس قسم کے تمام تر شرکیہ و کفریہ اقوال کے متعلق مرزا

ختم نبوت ایمان واسلام کا ایسا جزو ہے جس کے بغیر ایمان واسلام قائم نہیں رہ سکتا۔

صاحب کا خیال یہ ہے کہ اس کی بنیاد وحی الٰہی ازلی پر ہے کہ جس طرح قرآن شریف کا لفظ لفظ وحی الٰہی ہے اور ہر قسم کی غلطیوں وعیبوں سے پاک ہے اسی طرح ہمارے یہ الہامات ہیں۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح میں بھی۔ وما ینطق عن الھدیٰ کے ماتحت بولتا ہوں اور اپنی طرف سے کسی قسم کی کوئی دلیری نہیں کرتا۔

(۱) آنچہ من بشنوم ز وحی خدا ۔۔۔ بخدا پاک دانمش زخطا
ہمچو قرآن منزہ اش دانم ۔۔۔ از خطا ہا ہمیں ست ایمانم

(۲) مگر میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ خدا کی کتاب قرآن شریف اور دوسری کتابوں پر اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی خدا کا کلام جانتا ہوں اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے اوپر نازل ہوتا ہے خدا کا کلام یقین کرتا ہوں (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۱۱)

(۳) مگر میں خدا تعالیٰ کی ۲۳ برس متواتر وحی کو کیوں رد کر سکتا ہوں میں اس کی پاک وحی پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ ان تمام خدا کی وحیوں پر ایمان لاتا ہوں جو مجھ سے پہلے ہو چکی ہیں۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۰)

ان خرافات وکفریات کا کلام الٰہی سمجھنا اور اس پر ایمان واعتقاد۔۔۔۔

مرزائیت کے فنائی الفکر اور بد دینی کی ایک نہ مٹنے والی علامت ہے کیونکہ مرزائی دنیا میں خدا ایک ایسی ذات تسلیم کی گئی ہے کہ جس نے سابقہ وحیوں اور کلاموں میں اپنی وحدانیت اور الوہیت کو مدلل کر کے جزوِ ایمان وباعثِ نجات قرار دیا اور ان مذاہب وادیان کو جنہوں نے توحید والوہیت کے خلاف آواز بلند کی ان کو باطل پرست کفر نواز مشرک قرار دے کر اخروی نجات سے محروم کر دیا لیکن اسی خدا کی جدت نوازی و تجدد پسندی ملاحظہ فرمایئے کہ اپنی وحدانیت وبے نظیری پر پانی پھیر دیتا ہے اور مرزائیت کے آسمانی دولہا کو مسند الوہیت پر بٹھا کر اپنا شریک وسہیم بنا لیتا ہے۔

(معاذ اللہ) ایں چہ بوالعجبی است۔ جب مسلمان مرزا صاحب کے اس قسم کے کفریات وخرافات پیش کر کے ان کو دائرۂ اسلام سے باہر اور ان کی نبوت ورسالت وغیرہ کو خاکستر کر دیتے ہیں تو مرزائیت کے کاسہ لیسوں میں ایک عجیب قسم کی سراسیمگی وکھلبلی مچ جاتی ہے اور ایک فریب عذر لنگ اسلام وغیرت مرزا کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ مرزا صاحب کے جس قدر الہامات واقوال بظاہر شریعت اسلامیہ کے خلاف معلوم ہوتے ہیں وہ سب حالاتِ وجد وجذب کے ہیں جیسا کہ اسلام میں بہت سے مقتدر بزرگان سلف مثل بایزید بسطامی منصور۔ امام شبلی وغیرہم کے ایسے مشہور اقوال ہیں جن کو شریعت اسلامیہ سے کچھ لگاؤ نہیں بلکہ ظاہراً سراسر کفر وشرک ہیں۔ لیکن علمائے اسلام وایمان میں تو درکنار کرامت وبزرگی میں بھی فرق نہیں آتا ہے۔ اسی طرح سے مرزا صاحب کے یہ اقوال والہامات بھی مجذوبانہ حالت میں صادر ہوتے ہیں اس لئے آپ کے اسلام وایمان پر بھی کوئی ضرب نہیں پڑے گی۔

ناظرین! امت مرزائیہ کا یہ ایک چلتا ہوا فریب وہ منتر ہے جو سادہ لوح و ناواقف مسلمانوں کو قابو میں لانے کے لئے تراشا گیا ہے ورنہ اس کی حقیقت نقش برآب سے بالاتر ہے۔ اول تو اس لئے کہ صوفیائے کرام نے اپنی وجدانی حالت میں جو کچھ فرمایا ہے۔ اس کی بنیاد وحی الٰہی ونبوت خداوندی پر نہیں رکھی یعنی انہوں نے نہ دعویٰ نبوت کیا اور نہ یہ کہا کہ یہ منجانب اللہ الہام و وحی الٰہی ہے۔ بخلاف مرزا صاحب کے کہ وہ مدعی نبوت تھے اور ان تمام تر اقوال والہامات کو وحی الٰہی کہتے تھے اور نبی وہ ہے جو اپنے اقوال وجذبات پر قابو رکھتا ہے۔ اس پر جذب وسکر طاری نہیں ہوتا! اس لئے مرزا صاحب کی حالت کو صوفیائے کرام پر قیاس کرنا قیاس کرنا مع الفارق ہے۔

ثانیاً صوفیائے کرام کے ایسے اقوال کو شرعی حیثیت سے کچھ وقعت نہیں دی گئی بلکہ خود انہوں نے اپنی غیر وجدانی حالت میں شریعت کو ملحوظ رکھ کر اس سے نفرت کا اظہار کیا ہے اور نادم ہو کر استغفار کیا ہے اسی وجہ سے وہ اقوال صوفیا کی اصطلاح میں شطحیات کے نام سے پکارے جاتے ہیں جن عقائد کے مدار کار میں نہ اعمال کے اور نہ اس کے انکار کرنے والے کافر فاسق ہیں۔ مگر مرزا صاحب کو دیکھئے کہ اپنے ان اقوال کو الہام ووحی کی صورت میں پیش کر کے نہ صرف اس کے منکر کو بلکہ متردد کو بھی کافر قرار دیتے ہیں توبہ واستغفار تو درکنار بڑی بے باکی سے اس پر ڈٹے ہوئے ہیں اور ان کے یار وفادار شریک وسہیم تو ایسے بلند پایہ حقائق کی طرف روز گار تاویلیں فرما کر سراہتے ہیں کہ اس سے توبہ بھلی۔

ثالثاً علمائے اسلام نے ایسے اقوال کی وجہ سے ان کو بھی کافر قرار دیا ہے

اور جب تک وہ تائب نہیں ہو گئے ان کی سزائیں بھی دی گئیں۔

بہر حال چونکہ مرزا صاحب مدعی نبوت و ملہم من اللہ تھے اس لئے ان کے خیالات والہامات کو صوفیائے کرام کے احوال و اقوال پر قیاس نہیں کیا جا سکتا ہے۔ اس لئے مرزا صاحب اپنے ان کفریہ الہامات کی وجہ سے اسلام میں داخل نہیں ہو سکتے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختمِ نبوت پر ایک شرمناک حملہ

یعنی

دعویٰ نبوت

مسئلہ توحید باری عز اسمہ کے ساتھ ساتھ اس امر کا قطعی اقرار کرنا ضروری و ناگزیر ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلسلۂ نبوت ختم ہو گیا آپ دنیا کے آخری نبی ہیں جس کے بعد کسی قسم کا تشریعی و غیر تشریعی۔ ظلی و بروزی۔ جنگلی و کوہی کوئی نبی نہیں آسکتا۔ اور اس مسئلہ ختم نبوت کی تمام تر بنیاد قرآن مجید کی بے شمار آیات و احادیث کے بے پایاں ذخیرے پر ہے۔ جس میں صاف صاف اس امر کا ذکر موجود ہے کہ ختم نبوت ایمان و اسلام کا ایسا جزء ہے جس کے انکار سے ایمان و اسلام قائم ہی نہیں رہ سکتا چنانچہ ان آیات و احادیث کی روشنی و تابانی کی وجہ سے جن جن لوگوں نے اپنی نبوت کی داغ بیل ڈالی شاہان اسلام نے ان کی نہ صرف اس مصنوعی نبوت بلکہ انکی ذات کو موت کی گھاٹ اتار کر اسلامی فضا کو خس و خاشاک سے پاک و صاف کر دیا اور خود مرزا صاحب کا بھی مدعی نبوت کے متعلق یہی خیال ہے۔

(۱) اور سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے سوا کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کافر اور کاذب جانتا ہوں اشتہار ۲ اکتوبر ۱۸۹۱ء بمقام دہلی (منقول از دین الحق) از قاسم علی مرزائی۔

(۲) میں جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا قائل ہوں اور ہر شخص ختم نبوت کا منکر ہو اس کو بیدین اور دائرۂ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔ (اشتہار ۲۳ اکتوبر ۱۸۹۰ء از دین الحق صفحہ ۲۹/۳۰)

اس کے بعد مرزا صاحب کی نبوت و رسالت کے دعاوی ملاحظہ فرمایئے۔

(۱) ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔ (اخبار بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء)

(۲) ہمارا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔ (دافع البلاء صفحہ نمبر ۱۱)

(۳) میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا اور میرا نام نبی رکھا۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۸)

اس کے علاوہ اخبار عام ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۵ اربعین صفحہ ۳۲ وغیرہ میں دعویٰ نبوت موجود ہے مرزا صاحب کی نبوت و رسالت کے ان دعاوی کو دیکھ کر ہر شخص یقین کرے گا کہ ختم نبوت کے خلاف یہ دعویٰ کفر اور اسکا مدعی کافر و خارج از اسلام ہے اس لئے از روئے اصول شریعت اور مرزا صاحب بقول خود اس کفریہ دعوے کی وجہ سے اسلام سے خارج ہیں

مرزا صاحب تشریعی نبوت اور شریعت جدیدہ کے مدعی تھے

مرزا صاحب لکھتے ہیں:۔

(۱) چونکہ میری تعلیم میں امر بھی اور نہی بھی اور شریعت کے ضروری احکام کی تجدید بھی ہے۔

(اربعین ۴ صفحہ ۶ حاشیہ)

(۲) ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعے سے چند امر و نہی بیان کئے اور اپنی امت کے قانون مقرر کیا۔ جب شریعت ہو گیا پس اس تعریف کی وجہ سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں کیونکہ میری وحی امر بھی ہے اور نہی بھی۔ (اربعین ۴ صفحہ ۶)

(۳) اور مجھے بتلایا گیا کہ تیری خبر قرآن اور حدیث میں موجود ہے اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے کہ۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ (اعجاز احمدی صفحہ ۷)

(۴) اور اس آخری زمانے (مرزا) کا نام جو احمد رکھا گیا ہے وہ بھی اس کے مثیل ہونے کی طرف یہ اشارہ ہے۔

(و مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد)

(ازالۃ الکلام صفحہ ۶۷۵ جلد ۲)

(۵) مرزا محمود صاحب خلیفہ قادیانی اس قول مرزا کی شرح کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے اپنے آپ کو احمد لکھا ہے اور لکھا ہے کہ اصل مصداق اس پیشگوئی (و مبشرا برسول یاتی من بعد اسمہ احمد) کا میں ہی ہوں

(القول الفصل صفحہ ۲۷)

جاری ہے۔

(۶) اس پیشگوئی کے مصداق حضرت مسیح موعود (مرزا آنجہانی) ہی ہو سکتے ہیں نہ اور کوئی

(انوار خلافت صفحہ ۲۳)

اسلامی دنیا کا کوئی فرد اس سے بےخبر نہیں ہے۔

آیت هو الذی ارسل رسوله بالهدی الآیة

اور بشارت اسمہ احمد خاص سے حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں نازل ہوئی جو دنیا میں اسلام جیسا دین اور قرآن مجید جیسی کتاب لے کر مخلوق خدا کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے اور تمام ادیان و مذاہب پر اسلام کو بلند کیا لیکن مرزا صاحب کی آنکھوں میں سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصف خاص کانٹوں کی طرح کھٹکا اور رشک و حسد و جاہ پرستی کی چنگاریوں نے مرزا آنجہانی کے تمام جسم میں آگ لگا دی تو آپ نے یہ کہا کہ ان اوصاف خاصہ کا مصداق صرف میں ہی ہوں اپنی ان حاسدانہ چنگاریوں پر پانی کا کچھ چھینٹا ڈال دیا اور اپنی جاہ پرور اور ہوس ران زندگی کے لئے قدرے سامان مہیا کر لیا۔ لیکن دنیا جانتی ہے کہ مرزا صاحب کے یہ دعاوی ان کے لئے دنیوی ذلت و اخروی خذلان کے باعث بن گئے اس لئے اس بے حقیقت و کفریہ دعوے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و مقصد بعثت کو ناکام اور اپنے کو پیغمبر اعظم صلعم سے برتر و بہتر ثابت کرنے کی سعی لاحاصل کی گئی ہے پھر ایسے مدعی کو وہ شخص مومن و مسلم کہہ سکتا ہے جو خود بھی اسلام و ایمان کے دامن سے وابستہ نہ ہو اور مرزا صاحب کے اتباع اور عقائد باطل کی وجہ سے آپ کے ایک مرید ظہیر الدین اروپی مرزا صاحب کو نبی مستقل و رسول حقیقی اور صاحب شریعت و صاحب کتاب مانتے ہیں اور کلمہ طیبہ کی جگہ لا الہ الا اللہ احمد (مرزا) جری اللہ پڑھتے ہیں اور قادیانی مسجد اقصیٰ اور قادیان کو قبلۂ عبادت جانتے ہیں۔ (مفہوم از رسالہ المبارک) اور مرزا محمود احمد صاحب خلیفہ قادیانی بھی (مع اپنی جماعت کے) مرزا صاحب کو حقیقی نبی تسلیم کرتے ہیں کہ ا۔

پس شریعت اسلام نبی کے جو معنے کرتی ہے اس کے معنے سے حضرت (مرزا) ہرگز مجازی نبی نہیں بلکہ حقیقی نبی ہیں۔ (حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۱۷۴)

اور اخبار الفضل مورخہ ۲۹ جون ۱۹۱۵ء کلمۃ الفصل صفحہ نمبر ۱۰۵ عقائد محمودیہ صفحہ نمبر ۱۴ النبوۃ فی القرآن حاشیہ صفحہ ۴۴ وغیرہ میں امت مرزائیہ نے اپنے گرو مرشد مرزا صاحب آنجہانی کو صاحب کتاب و تشریعی نبی تسلیم کیا ہے جو قرآن و حدیث کے نصوص صریحہ اور اسلام کے صحیح اصول و عقائد کے سراسر خلاف ہے۔ اس لئے مرزا صاحب مع اپنی امت کے اسلام میں ہرگز داخل نہیں ہیں۔

بقیہ، خصائل نبوی

صلی اللہ علیہ وسلم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یترجل غبًا۔

۵ حمید بن عبد الرحمٰن ایک صحابی سے نقل کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم گاہے گاہے کنگھی کیا کرتے تھے۔

بقیہ :- افادات

ماننا ہے اور باطن میں بھی۔ وہ عملوا الصالحات کا مرکز ہوتا ہے۔ اور احسن تقویم کا مورد۔ اب علوم ظاہری درسیات سے حاصل ہوتے ہیں اور علوم باطنی تربیت سے۔ آجکل (اس دور میں) علماء اور صوفیاء میں تقسیم ہوگئی ہے۔ ورنہ پہلے جتنے علماء ہوتے تھے وہ صوفیا بھی ہوتے تھے۔ پچھلے دور میں تمام جید سے جید علماء دونوں نسبتوں کے حامل ہوا کرتے تھے۔ اگر ایک طرف علوم ظاہری کے ماہر ہوتے تھے تو دوسری طرف علوم باطنی میں بھی یکتا ہوتے تھے۔

بقیہ :- نزول عیسیٰ

اضافہ کرلیں گے ف۔ اس وقت تمام اہل کتاب کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے مقرب بندے ہیں اور انہیں یقین آجائے گا کہ وہ واقعی بشر ہیں۔

رہا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ ارشاد کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء کہو۔ مگر یہ نہ کہو آپ کے بعد کوئی نبی نہیں" تو ان کا اشارہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی طرف ہے۔ اور ان کا یہ قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد "لا نبی بعدی" کے خلاف نہیں کیونکہ اس ارشاد کا یہ مطلب ہے کہ میرے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آئے گا جو میرے لائے ہوئے دین کی کسی بات کو منسوخ کر دے جب کہ انبیاء کرام علیہم السلام آکر بعض احکام کو منسوخ کر دیا کرتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ارشاد کا خلاصۂ مطلب یہ ہے کہ یہ نہ کہو آپ کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل نہیں ہوں گے۔

ف نیز اس کے لیے شیخ محمد طاہر پٹنی صاحب مجمع البحار کا حوالہ دیکھئے۔

بسلسلہ
نزولِ عیسیٰ امت کا اجماعی عقیدہ ہے

قسط نمبر ۶

رفع و نزولِ عیسیٰ علیہ السلام

کے بارے میں تیسری صدی کے اکابرینِ امت کا عقیدہ

مولانا محمد یوسف لدھیانوی

امام ابوداود طیالسی کا عقیدہ

الامام الحافظ سلیمان بن داؤد بن الجارود ابوداؤد الطیالسی البصری (۲۰۴ھ) نے اپنی مسند میں خروج دجال اور نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کی احادیث متعدد جگہ درج کی ہیں۔ تفصیل کے لیے مندرجہ ذیل صفحات کی طرف مراجعت فرمائیے:

مسند حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ		حدیث	۴۳۳	ص ۵۸
مسند ابی برزہ اسلمی رضی	؍؍	؍؍	۹۲۳	ص ۱۲۴
مسند حذیفہ بن اسید رضی	؍؍	؍؍	۱۰۶۷	ص ۱۴۳
مسند سفینہ رضی مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم		؍؍	۱۱۰۶	ص ۱۵۰
مسند مجمع بن جاریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ		حدیث	۱۲۲۷	ص ۱۶۰
مسند محجن بن ادرع رضی	؍؍	؍؍	۱۲۹۵	ص ۱۸۳
مسند اسماء بنت یزید رضی	؍؍	؍؍	۱۶۳۳	ص ۲۲۷
مسند عبداللہ بن عمرو رضی	؍؍	؍؍	۱۸۱۱	ص ۲۴۹
مسند ابی ہریرہ رضی	؍؍	؍؍	۲۳۲۶	ص ۳۰۶
؍؍	؍؍	؍؍	۲۳۴۹	ص ۳۰۸
؍؍	؍؍	؍؍	۲۰۳۲	ص ۳۳۰
؍؍	؍؍	؍؍	۲۰۴۱	ص ۳۳۱
؍؍	؍؍	؍؍	۲۰۴۹	ص ۳۳۲
؍؍	؍؍	؍؍	۲۵۷۵	ص ۳۳۰
؍؍	؍؍	؍؍	۲۰۷۹	ص ۳۳۶
مسند ابن عباس رضی	؍؍	؍؍	۲۷۱۸	ص ۳۰۳

امام عبدالرزاق کا عقیدہ

امام ہمام عبدالرزاق بن ہمام الصنعانی رحمہ اللہ (۱۲۶ھ – ۲۱۱ھ) نے اپنی مشہور کتاب "المصنف" میں علاماتِ قیامت کے ضمن میں نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کی احادیث کی تخریج کی ہے دیکھئے جلد ۱۱۔ صفحات ۳۷۷، ۳۴۸، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹۔ اور جلد ۱۱ صفحہ ۳۹۹ پر ایک مستقل باب "باب نزول عیسیٰ بن مریم علیہما السلام" عنوان سے قائم کیا ہے اور اس کے تحت سات حدیثیں درج کی ہیں۔

امام حمیدیؒ کا عقیدہ

امام بخاریؒ کے استاذ الامام الحافظ ابوبکر عبداللہ بن الزبیر بن عیسیٰ الحمیدی (م ۲۱۹ھ) نے اپنی مسند میں نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کی مندرجہ ذیل احادیث تخریج کی ہیں۔

۱۔ حضرت ابوسریحہ الغفاری رضی اللہ عنہ کی حدیث جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کی دس علامتوں میں دجال کا نکلنا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا بھی ذکر فرمایا ہے۔ ص ۳۶۷ ج ۲۔

۲۔ حضرت مجمع بن جاریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث جس میں آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

والذی نفسی بیدہ لیقتلہ ابن مریم بباب لد۔ ص۳۶ ج ۲

قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اس کو باب لُد میں قتل کریں گے۔

* * *

۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث، جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فج الروحاء سے حج اور عمرے کا احرام باندھیں گے۔ (ص۴۴ ج ۲)

۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تم میں امام ہدیٰ اور حاکم منصف کی حیثیت سے نازل ہوں گے الخ (ص ۶۸ ج ۲)

امام ابوعبید قاسمؒ بن سلام کا عقیدہ

الامام الحافظ الفقیہ اللغوی عبید القاسم بن سلام الہروی (م ۲۲۴ھ) نے اپنی کتاب غریب الحدیث میں دجال کے بارے میں یہ حدیث نقل کی ہے:۔

وقال ابو عبید فی حدیثہ انہ سمع رجلاحین فتحت جزیرۃ العرب اوقال فتحت مکۃ۔ یقول: ابھوا الخیل فقد وضعت الحرب اوزارھا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاتزالون یقاتلون الکفار حتی یقاتل بقیتکم الدجال۔

جب جزیرہ عرب یا مکہ فتح ہوا تو ایک شخص نے کہا کہ اپنے گھوڑوں کو راحت دو۔ کیونکہ لڑائی ہتھیار ڈال چکی ہے۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ہمیشہ کفار سے جہاد کرتے رہو گے۔ یہاں تک کہ تمہارے بقیہ لوگ دجال سے قتال کریں گے۔

غریب الحدیث ص۱۱۴ ج ۳۔

نیز امام ابوعبید رحمہ اللہ نے یاجوج ماجوج کے بارے میں مندرجہ ذیل روایت نقل کی ہے۔

وقال ابوعبید فی حدیث ابو ھریرۃ فی یاجوج و ماجوج انہ یسلط علیھم العنف فیاخذ فی رقابھم (ص ۲۰۳ ج ۴ ط ۱۳۸۵ دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدرآباد دکن)

یاجوج و ماجوج کے بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آتا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ ایک جزام ان پر مسلط کریں گے جو ان کی گردن میں پھوڑے کی شکل میں نمودار ہوگا

اور یہ بھی معلوم ہے کہ دجال سے قتال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ہوگا۔ اور یہ کہ یاجوج و ماجوج کا خروج بھی آپ ہی کے زمانے میں ہوگا۔

امام ابوبکر بن ابی شیبہ کا عقیدہ

شیخ المحدثین الامام الحافظ ابوبکر عبداللہ بن ابی شیبہ ابراہیم بن عثمان الواسطی الکوفی (۲۳۵ھ) کی روایت سے متعدد احادیث درمنثور میں نقل کی ہیں:۔ امام قرطبی لکھتے ہیں:

وذکر ابن ابی شیبۃ بسند صحیح عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما لما اراد اللہ تبارک و تعالیٰ ان یرفع عیسیٰ الی السماء ...... الی قولہ .... ورفع اللہ تعالیٰ عیسیٰ الی السماء عن روزنۃ کانت فی البیت۔ (تفسیر قرطبی ص ۱۰۰ ج ۴)

اور امام ابن ابی شیبہ نے بسند صحیح حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ارشاد نقل کیا ہے کہ جب اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان کی طرف اٹھانے کا ارادہ فرمایا ...... پوری حدیث کے آخر میں ہے کہ .... اور اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو مکان کے روشن دان سے آسمان کی طرف اٹھالیا۔

امام ابن قتیبہؒ کا عقیدہ

ابو محمد عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ (۲۱۳-۲۷۶) اپنی کتاب "تاویل مختلف الحدیث" میں لکھتے ہیں۔

(قالوا: حدیثان متدافعان متناقضان) قالوا: رویتم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم، قال: "لانبی بعدی ولاامۃ بعد امتی، فالحلال ما احلہ اللہ تبارک وتعالیٰ علی لسانی الی یوم القیامۃ، والحرام ما حرمہ اللہ تعالیٰ

علی لسانی الی یوم القیامۃ۔

ثم رویتم: ان المسیح علیہ السلام ینزل فیقتل الخنزیر، ویکسر الصلیب ویزید فی الحلال۔

وعن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا انہا کانت تقول "قولوا لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، خاتم الانبیاء ولا تقولوا لانبی بعدہ" وھذا متناقض۔

وقال ابومحمد: ونحن نقول انہ لیس فی ھذا تناقض ولا اختلاف، لان المسیح صلی اللہ علیہ وسلم نبی متقدم، رفعہ اللہ تعالیٰ ثم ینزلہ فی آخر الزمان علما للساعۃ قال اللہ تعالیٰ (وانہ لعلم للساعۃ فلا تمترن بھا) وقرأ بعض القراء۔ (وانّہ لعَلَمٌ للساعۃ)

واذا نزل المسیح علیہ السلام لم ینسخ شیئا مما اتی بہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ولم یتقدم الامام من امتہ، بل یقدمہ، ویصلی خلفہ۔ واما قولہ۔ ویزید فی الحلال" فان رجلا قال لابی ھریرۃ، ما یزید فی الحلال الا النساء، فقال، وذالک، ثم ضحک ابو ھریرۃ۔

قال ابومحمد: ولیس قولہ: یزید فی الحلال انہ یحل لرجل، ان یتزوج خمسا، ولا ستا، وانما اراد ان المسیح علیہ السلام لم ینکح النساء، حتی رفعہ اللہ تعالیٰ الیہ، فاذا اھبطہ تزوج امراۃ فزاد فیھا احل اللہ لہ، ای ازداد منہ۔

فحینئذ لا یبقی احد من اھل الکتاب، الا علم انہ عبد اللہ عزوجل وایقن انہ بشر۔

واما قول عائشۃ رضی اللہ عنہا۔ قولوا لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء، ولا تقولوا لانبی بعدہ۔ فانہا تذھب الی نزول عیسیٰ علیہ السلام ولیس ھذا من قولہا، ناقضا لقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لانبی بعدی" لانہ اراد: لانبی بعدہٗ ینسخ، ما جئت بہ، کما کانت الانبیاء صلی اللہ علیہ

وسلم تبعث بالنسخ، وارادت ھی" ولا تقولوا ان المسیح لا ینزل بعدہ"۔

ترجمہ:۔ معترضین نے کہا کہ دو حدیثیں آپس میں متعارض ہیں۔ ایک طرف تو تم یہ روایت کرتے ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے بعد کوئی نبی نہیں اور میری امت کے بعد کوئی امت نہیں۔ پس جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے میری زبان سے حلال کر دیا وہ قیامت تک حلال رہے گی دوسری طرف یہ حدیث بھی روایت کرتے ہو۔ عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے۔ خنزیر کو قتل کریں گے۔ صلیب کو توڑ ڈالیں گے اور حلال میں اضافہ کریں گے۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ فرمایا کرتی تھیں کہ حضرت اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء کہو مگر یہ نہ کہو کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ پس یہ تناقض ہے۔

جواب یہ ہے کہ ان دونوں باتوں میں کوئی تعارض نہیں اور نہ ہی کوئی اختلاف ہے کیونکہ حضرت عیسیٰؑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کے زمانے کے نبی ہیں۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے اٹھا لیا تھا پھر آخری زمانے میں ان کو قیامت کی نشانی کے طور پر نازل فرمائیں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔" اور وہ (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) نشانی ہے قیامت کی۔ پس اس میں ہرگز شک نہ کرو۔" اور جب مسیح علیہ السلام نازل ہوں گے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی کسی بات کو منسوخ نہیں کریں گے اور (اترکر پہلی نماز میں) آپ کی امت کے امام سے آگے نہیں ہوں گے بلکہ اس کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔

رہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ وہ حلال میں اضافہ کریں گے۔ تو اس کی تفسیر خود حدیث میں موجود ہے۔ چنانچہ جب حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ حدیث روایت کی تو ایک شخص نے کہا کہ حلال میں اضافہ عورتوں کے سوا اور کیا کریں گے؟ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہنس کر فرمایا: یہی مطلب ہے۔

امام ابومحمد بن قتیبہ فرماتے ہیں کہ ارشاد نبوی" حلال میں اضافہ کریں گے" کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ کوئی شخص کے لیے اس وقت پانچ یا چھ شادیاں جائز ہوں گی۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے رفع آسمانی سے قبل شادی نہیں کی تھی۔ پس جب اللہ تعالیٰ ان کو قرب قیامت میں نازل فرمائیں گے تو ایک عورت سے شادی کریں گے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے جو چیزیں ان کے لیے حلال کی ہیں ان میں اس ایک چیز کا

کامیابی کا راز...... شریعت سماویہ کی تعمیل

تحریر:۔ علی اصغر چشتی صابری ایم۔ اے۔ ایل ایل۔ بی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

الحمد للہ وکفیٰ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبیّ بعدہٗ۔ رب العالمین نے انسان کو پیدا فرمایا اور ان گنت صلاحیتوں سے نوازا۔ فہم و فراست اور عقل و ذکاوت کی ایسی قوت اسے عطا فرمائی۔ کہ اسے ادراک کر لینے کے بعد خشک و تر کی ساری قوتیں اسے اپنی ہی محکوم نظر آتی ہیں۔ سورج کی شعاعیں ہوں یا ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کے جھونکے۔ بہار ہو یا خزاں اسے کوئی پرواہ نہیں۔ وہ تو بے نیازی سے اس پوری کائنات کو محکوم سمجھ کر فائدہ اٹھانے میں مصروف ہے۔ اپنا بنایا ہوا ایٹم بم اُسے اتنا مستقل نظر آتا ہے۔ کہ اس پر عمل کرتے ہوئے اگر یہ عظیم الشان کائنات اس کے راستہ میں روڑہ بنے۔ تو اپنی استطاعت کے مطابق وہ اس کو بھی ٹھکرا دے۔

اور کھلم کھلا بائیکاٹ کا اعلان کر دے۔

اپنی قوت و طاقت کو دیکھ کر وہ یہ یقین کر لیتا ہے۔ کہ یہ پوری کائنات اس کے زیر نگین ہے اس دنیا میں اپنی چاہت کے مطابق وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ اسے روکنے اور ٹوکنے والا کوئی نہیں۔ اسی زعم حاکمیت میں اس کے شب و روز گذرتے ہیں۔ لیکن موقع پا کر جب وہ آسمان کیطرف نظر اٹھاتا ہے۔ اور پھر اپنی حاکمیت کے متعلق سوچتا ہے۔ تو دریائے حیرت کے امواج اسے گھیر لیتے ہیں۔ اب وہ ادھر دیکھتا ہے ادھر دیکھتا ہے۔ نیچے دیکھتا ہے اوپر دیکھتا ہے۔ گریبان میں جھانک کر دیکھتا ہے۔ تو حیرت دم بدم بڑھتی جا رہی ہے۔ نیلا آسمان اُسے نظر آتا ہے۔ لیکن اس کی ابتدا اور انتہا کا اسے کچھ پتہ نہیں چلتا۔ سورج اسے دکھائی دیتا ہے۔ اس کی تپش اسے محسوس ہوتی ہے۔ صبح کے وقت جب دامن کوہ سے اس کی کرنیں نمودار ہوتی ہیں۔ تو اس نظارے سے یہ بڑا لطف اٹھاتا ہے۔

لیکن اس کے باوجود وہ یہ نہیں سمجھ پاتا۔ کہ اس کی حقیقت کیا ہے؟ اسی طرح جب وہ رات کی تاریکی میں چمکتے ہوئے چاند اور دمکتے ہوئے ستاروں کو دیکھ لیتا ہے۔ تو اسے اپنی حاکمیت بڑی ہی ڈھیلی نظر آجاتی ہے۔ اُسے ایک ایسے عالم سے سابقہ پڑ جاتا ہے۔ جس پر اُسے ذرہ برابر دسترس حاصل نہیں۔ چند دن اس کائنات کا مطالعہ کر لینے کے بعد اس پر یہ حقیقت کھل جاتی ہے۔ کہ یہ سورج جس کی روشنی سے یہ پوری کائنات مستفیض ہوتی ہے۔ نہ اس کی مرضی کے موافق طلوع ہوتا ہے۔ اور نہ غروب ہوتا ہے چاند اور دیگر سیاروں کو وہ اپنے ماتحت نہیں کر سکتا۔ مختصر یہ کہ وہ اس معاملے میں بے بس اور مجبور ہے۔ اپنی حاکمیت کا اندازہ لگانے کے لئے وہ ہواؤں کے دوش پر سوار ہوا۔ پہاڑوں کی چوٹیوں کو سر کیا۔ دریاؤں کی موجوں سے نبرد آزما ہوا۔ عقل و فراست کے خزینے خالی کئے۔ پر اسے یہ یقین نہیں آیا۔ کہ عالم سفلی پر اُسے جو قبضہ و اختیار حاصل تھا۔ عالم علوی پر بھی وہ ویسا تصرف حاصل کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی شان کتنی عجیب ہے۔ درحقیقت حاکم علی الاطلاق اسی کی ذات ذی شان ہے۔ جس نے انسان کو حاکمیت کے ساتھ ساتھ محکومیت سے بھی نوازا۔ تاکہ اس کے دل میں اس محدود حکومت سے کئی گنا برتر اور وسیع حکومت کا تصور بھی آجائے۔

ایک عام فہم مثال

ایک افیسر اپنے دفتر میں کرسی پر نہایت ہی ٹھاٹھ باٹھ سے بیٹھا ہوا ہے۔ جو ملازم اس کے انڈر میں کام کر رہے ہیں۔ ان کے ناموں کی لسٹ اس کے سامنے پڑی ہوئی ہے۔ دفتر بڑے پیارے انداز سے ڈیکوریٹ کیا ہوا ہے۔ وہ اپنے

اختیارات و مراعات کے متعلق سوچتا ہے ۔ تو بالآخر اسی نتیجہ پر پہنچتا ہے ۔ کہ یہاں کے جملہ امور میں وہ خود مختار ہے ۔ یہاں آپ کہ جس ملازم کو چاہے ۔ اپنے عہدے پر فائز رکھے ۔ اور جس سے جی بھر جائے چھٹی دے ۔ اپنی اس پوزیشن کو مدِنظر رکھتے ہوئے وہ نہایت ہی عیش و عشرت سے زندگی بسر کر رہا ہے ۔ لیکن اپنے دفتر سے نکل کر حکومت کے دیگر اعلیٰ و بالا اداروں سے جب اس کی نظریں دوچار ہوتی ہیں ۔ تو اس کی نظر میں کچھ وسعت پیدا ہو جاتی ہے ۔ وہ حکومت کی جملہ مشنری کا مطالعہ کرتا ہے ۔ جغرافیائی لحاظ سے اپنے ملک کا تجزیہ کرتا ہے ۔ اپنی حیثیت سامنے لاتا ہے ۔ تو اب اسے معاملہ برعکس نظر آنے لگتا ہے ۔ اور یہ حقیقت اس پر کھل جاتی ہے ۔ کہ اپنی جگہ اگرچہ وہ ایک بہت بڑے افسر ہیں ۔ لیکن اس کی ہستی اس کے باوجود بھی بڑی محدود ہے اور جس طرح وہ خود ایک محدود ہستی کا حامل ہے ۔ اسی طرح اس کے جملہ اختیارات بھی محدود ہیں ۔

دراصل "زعم حاکمیت" ہی ایک ایسی چیز ہے ۔ جو اس معاملے میں انسان کو "محکومیت" سے ملا دیتی ہے ۔ ورنہ بصورت دیگر انسان بھی چوپایوں کی طرح اپنی زندگی گذار کر راہیٔ ملکِ عدم ہو جاتا ۔ اسے حاکمیت کی کیا پرواہ؟ اور محکومیت سے کیا تعلق ! جو کچھ سامنے آجاتا کھا جاتا پینے کے لئے جو کچھ مل جاتا پی لیتا ۔ جہاں رات آتی سو جاتا ۔ انسانیت صرف اس کی شکل تک محدود ہوتی ۔ حقیقت میں تو وہ حیوان ہوتا ۔ بلکہ میرے نزدیک تو حیوان سے بھی بدتر ہوتا ..... اللہ تعالیٰ معاف فرمائے ۔ آج کل کے "آزاد خیال" حضرات کی حالت اکثر یہی ہے ۔

قابلِ افسوس حالت

مجھے تو افسوس آتا ہے ۔ اپنے ان طلبہ پر جو ایجوکیٹڈ ہونے کے باوجود فرقۂ مذکورہ کے خیالات کی وکالت کرتے ہیں ۔ اور عملاً اس کا ساتھ دے رہے ہیں ۔ مجھے خود کئی بار اس قسم کے حضرات سے واسطہ پڑا ہے ۔ بات سے بات نکلتی اپنا ایک پرانا دوست یاد آیا ۔ جو بڑا ہی ذہین و فطین ہے ..... طالب علم ہے ۔ پانچ سال پہلے جب میں نے اسے دیکھا تھا ۔ تو وہ داڑھی منڈا تھا ۔ امسال جب اس سے ملاقات ہوئی ۔ تو اس کی بڑی بڑی داڑھی کی طرف دیکھ کر میرا دل باغ باغ ہو گیا ۔ میں نے مبارک باد دی تو کہنے لگا "میں نے بطور فیشن رکھی ہے ۔ سنت رسول سمجھ کر نہیں رکھی ہمیں ان پابندیوں سے کوئی واسطہ نہیں ہے"

افسوس صد افسوس آج ہم کتنے دور جا کر پڑ گئے ہیں ۔ ستم بالائے ستم

یہ کہ نہ ہم اپنی ماضی کے متعلق سوچتے ہیں ۔ اور نہ اپنی مستقبل کا فکر کرتے ہیں ۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہر قسم کے سوچ و فکر کی صلاحیتوں سے نوازا ہے ۔

انبیائے کرامؑ کی دعوت

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک جتنے انبیائے کرام اس دنیا میں تشریف لائے ۔ سب نے یہ اعلان کیا ۔ کہ وہ اس بادشاہت کے پیغمبر ہیں ۔ جس سے ہمیشہ یہ انسان شکست کھاتا رہا ہے ۔ اس دعویٰ کے ثبوت میں انہوں نے دنیوی طاقتوں کو چیلنج دیا ۔ اور یہ ثابت کر دیا ۔ کہ وہ ایسی حکومت کی طرف سے آئے ہیں ۔ جو ان ساری حکومتوں سے بالاتر ہے ۔ اس کے بعد انہوں نے اپنی امتوں کے سامنے ایک دستور العمل رکھا ۔ اور پھر اس پر عمل کرنے کی عام دعوت دی ۔

حضرت انسان کی غلطی

یہ انسان جو اپنی شکست تسلیم کر چکا ہے ۔ اور اس قاہرانہ طاقت کے مقابلہ میں سرنگوں ہو جانے پر مجبور ہو چکا ہے ۔ اندر اندر اسی کوشش میں لگا ہوا ہے ۔ کہ کسی طرح اس حاکم قانون کو بھی اپنی ہی قید حاکمیت میں لے آئے ۔ جہاں تک باغی کا تعلق ہے ۔ تو اس سے ہمیں کوئی سروکار نہیں ۔ کیونکہ وہ تو یہاں آکر صاف انکار کر دیتا ہے ۔ افسوس تو اس فرماں بردار پر ہے ۔ جو اپنے آپ کو فرمانبردار کہتے اور کہلاتے ہوئے بھی اس موقع پر حق حاکمیت ادا کرتا نظر نہیں آتا ۔ وہ ایک صحیح بات کی آڑ لیکر اس سے ناجائز فائدہ اٹھانا چاہتا ہے ۔ اس کی کوشش یہ ہے ۔ کہ اس آئین کو معقول سے معقول تر ثابت کرے ۔ مگر یہاں آکر وہ فریب کے اس دام میں پھنس جاتا ہے ۔ کہ معقولیت کا معیار اپنی عقل نارسا کو بنا لیتا ہے ۔ وہ اپنی منزل عقل کو سمجھ کر بیٹھ جاتا ہے ۔ حالانکہ بقول اقبالؒ

عقل کی حیثیت صرف نور کی ہے منزل کی نہیں

گذر جا عقل سے آگے کہ یہ نور
چراغ راہ ہے منزل نہیں ۔

اس غیر خواہی میں وہ شریعت سماویہ کی گردن اپنے ہاتھوں میں لے لیتا ہے ۔ رب العالمین کا حکم تو یہ ہے ۔ کہ ہر اختلاف میں اسی قانون کو حکم اور فیصل بناؤ ۔ لیکن آج عالم یہ ہے کہ اس قانون کو انسانی عقل کے مطابق کرنے

باقی صفحہ ۱۸ پر

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

بسلسلہ
بائبل سے بائبل کی تکذیب

قسط ۷

بائبل سے قرآن کی تصدیق

تحریر:۔ احسان الحق رانا

حضرت داؤد کا ملکی سے گھرانہ

نسبی طور پر حضرت داؤد علیہ السلام کا حضرت ہارون علیہ السلام کے گھرانے سے ہونا ثابت کئے جانے کے بعد سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیوں بائبل میں شدت کے ساتھ انہیں یہودہ کے گھرانے سے منسوب کیا گیا ہے ؟ اس کا جواب پادری شمعون ناصری یہ دلیل ہے کہ رہائشی نسبت سے اسرائیلیوں کے گھرانے ملکی ناموں کے گھرانے سے منسوب کئے گئے تھے۔ یہودہ کے جب وہ حاکم بنے اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے بعد آلِ داؤد علیہ السلام یہودہ سے کٹ کر اسرائیل کے بارہ میں سے دس قبائل نے شمال میں اپنی علیحدہ سلطنت قائم کرلی تو حضرت داؤد علیہ السلام اور ان کے خاندان کو ہمیشہ کے لئے یہودہ کے ساتھ منسوب کر دیا گیا۔ اور اس اہم نسبت سے ان کا ہارونی حسب و نسب گم ہو کر رہ گیا۔

ملکی نسب کی دلیل میں یہوداہ کے گھرانے کے لاوی کاہن کا قصہ

ابتدا میں تو پادری صاحب کی نسبی و ملکی ناموں کی دلیل قبول کر لینے میں یوں ہی ہچکچاہٹ محسوس ہوتی کہ انہوں نے اس دلیل کو بلا سند پیش کیا ہے۔ لیکن بائبل کا بنظر غائر مطالعہ ہم نے جو کیا ہے تو پادری صاحب کی دلیل کی صداقت کی یہ سند ہمیں دستیاب ہوتی ہے: " اور بیت لحم یہوداہ میں یہودہ کے گھرانے کا ایک جوان تھا جو لاوی تھا... وہ سفر کرتا ہوا افرائیم کے کوہستانی ملک میں میکاہ کے گھر آ نکلا۔ اور میکاہ نے اس سے کہا تو کہاں سے آتا ہے ؟ اس نے اس سے کہا میں یہودہ کا ایک لاوی ہوں اور نکلا ہوں کہ جہاں کہیں جگہ ملے وہیں رہوں...... میکاہ نے اس سے کہا میرے ساتھ رہ جا اور میرا باپ اور کاہن ہو.... اور میکاہ نے اس لاوی کو مخصوص کیا اور وہ جوان اس کا کاہن بنا اور میکاہ کے گھر میں رہنے لگا۔ تب بنی دان کے گھرانے کے چھ سو مرد جنگ کے ہتھیار باندھے ہوئے صرعہ اور استال سے روانہ ہوئے۔ جب وہ میکاہ کے گھر میں گھس کر کھدا بت اور افود اور ترافیم اور ڈھالا ہوا بت لے آئے تو اس کاہن نے ان سے کہا تم یہ کیا کرتے ہو ؟ تب انہوں نے کہا چپ رہ منہ پر ہاتھ رکھ لے اور ہمارے ساتھ چل اور ہمارا باپ اور کاہن بن۔ کیا تیرے لئے ایک شخص کے گھر کا کاہن ہونا اچھا ہے یا یہ کہ تو بنی اسرائیل کے ایک قبیلہ اور گھرانے کا کاہن ہو۔ اور بنی دان نے وہ کھدا ہوا بت اپنے لئے نصب کر لیا۔ اور یونتن بن جیر سوم بن موسیٰ اور اس کے بیٹے اس ملک کی اسیری کے دن تک بنی دان کے قبیلے کے کاہن بنے رہے۔" (قضاة ۱۷: ۷/ ۹/ ۱۰/ ۱۲ + ۱۸: ۱۱/ ۱۸/ ۱۹/ ۳۰)

کاہن کے قصے کی حضرت داؤد سے مماثلت

بادی النظر میں کسی لاوی کو یہوداہ کے گھرانے کا لکھنا مضحکہ خیز دکھائی دیتا ہے۔ لیکن یہ قرآن مجید کی صداقت اور کلام اللہ کا اعجاز ہے کہ یہوداہ کے گھرانے کے لاوی کاہن کا یہ قصہ بائبل سے ہمارے سامنے آیا ہے۔ اس میں اور حضرت داؤد علیہ السلام کے نسبی حالات میں از حد مماثلت ہے کہ :۔

(۱) لاوی کاہن بیت لحم یہوداہ کی نسبت سے یہوداہ کے گھرانے

کا کہلایا از حضرت داؤدؑ بھی بیت لحم یہوداہ کی نسبت سے یہوداہ کے گھرانے کے کہلائے کیونکہ داؤدؑ بیت لحم یہوداہ کے اس افراتی کا بیٹا تھا جس کا نام یسّی تھا،، (۱۔ سموئیل ۱۷: ۱۲) ۔یہی نہیں حضرت مسیحؑ کی پیدائش بھی بیت لحم یہوداہ میں ہونا بیان کی گئی ہے اور انہیں یہوداہ کے گھرانے سے منسوب کیا گیا۔

(متی ۲: ۱، لوقا ۲: ۴)۔

(۲) لاوی زجران کا تعلق نسبی طور پر حضرت ہارونؑ کے بھائی حضرت موسیٰؑ بن عمران بن قہات بن لاوی سے تھا اور وہ کاہن بنایا گیا تھا۔ اسی طرح نسبی طور پر حضرت داؤدؑ حضرت ہارونؑ بن عمران بن قہات بن لاوی کی اولاد تھے۔ اور ان کی کہانت کا ثبوت دیا جا چکا ہے۔

(۳) لاوی کاہن کے قصے سے یہ بھی عیاں ہے کہ بیت لحم یہوداہ بنی قہات کی رہائش کا شہر تھا۔

(۴) لاوی نوجوان ایک معمولی گھرانے کا فرد تھا اور وہ بنی دان کا پیشوا بنا۔ حضرت داؤدؑ بھی یسّی نام ایک معمولی ہارونی لاوی کے بیٹے تھے اور وہ تمام اسرائیل کے پیشوا بنے تھے۔

حضرت مسیحؑ کی اعلیٰ نسبی

حضرت مسیح ابن مریم بن باپ پیدا ہوئے تھے۔ وہ کنواری مریم کے جائز بیٹے تھے۔ عہد جدید میں کئی جگہ انہیں ابن داؤدؑ کے نام سے پکارا گیا ہے کیونکہ وہ حضرت داؤد کی نسل سے بتائے گئے ہیں۔ حیرت کا مقام ہے کہ بائبل میں حضرت مسیحؑ کی والدہ حضرت مریمؑ کا حضرت ہارونؑ کی نسل سے ہونے کا براہِ راست ثبوت موجود ہونے کے باوجود مسیحیت کے پیروکار حضرت مسیحؑ کا حسب و نسب زانی یہوداہ، ناجائز بیٹے فارص اور زانیہ تمر کے علاوہ رات بوعز کے پاؤں کھول کر لیٹ جانے والی غیر قوم کی روت روت اور غیر قوم کی کسی عورت راحب اور زانیہ اوریاہ کی بیوی کے ساتھ ملانے پر بضد ہیں۔ ان چار عورتوں کے کردار پر انہیں اس قدر فخر ہے کہ حضرت مسیحؑ کا نسب نامہ بیان کرنے میں انجیل متی میں حضرت مسیحؑ سے منسوب کردہ آباؤ اجداد کے ناموں کے ساتھ ان چار عورتوں کے ناموں کو بطور رجدہ خصوصیت کے ساتھ شامل کیا گیا ہے۔

(متی ۱: ۳، ۵، ۶)

حضرت مریمؑ کا حضرت ہارونؑ کی نسل سے ہونے کا بائبل میں براہِ راست ثبوت

انجیل لوقا کا بیان ہے :۔

یہودیہ (یہوداہ) کے بادشاہ ہیرودیس کے زمانہ میں (حضرت ہارونؑ کی نسل سے ۱۔ تواریخ ۲۴: ۱۰) ابیاہ کے فریق میں سے زکریاہ نام ایک کاہن تھا اور اس کی بیوی ہارون کی اولاد میں سے تھی اور اس کا نام الیشبع تھا۔ وہ دونوں خدا کے حضور راستباز اور خداوند کے سب احکام و قوانین پر بے عیب چلنے والے تھے۔ چھٹے مہینے میں جبرائیل فرشتہ خدا کی طرف سے گلیل کے ایک شہر میں جس کا نام ناصرۃ تھا ایک کنواری کے پاس بھیجا گیا۔ فرشتہ نے اُس سے کہا اے مریمؑ! خوف نہ کر کیونکہ خدا کی طرف سے تجھ پر فضل ہوا ہے۔ اور دیکھ تو حاملہ ہو گی اور تیرے بیٹا ہو گا۔ اس کا نام یسوع رکھنا۔ اور دیکھ تیری رشتہ دار الیشبع کے بھی بڑھاپے میں بیٹا ہونے والا ہے اور اب اس کو جو بانجھ کہلاتی تھی چھٹا مہینہ ہے۔،،

(لوقا ۱: ۵، ۶، ۲۶، ۲۷، ۳۱، ۳۶)۔

لوقا نے یہ تسلیم کیا ہے کہ الیشبع حضرت ہارونؑ کی نسل سے تھی اور اس کے خاوند حضرت زکریاہؑ بھی جو حضرت یحییٰؑ کے والد تھے ابیاہ کے فریق اور کاہن ہونے کے ناطے سے حضرت ہارونؑ کی نسل سے تھے۔ اور حضرت مریمؑ ہارونی الیشبع کی رشتہ دار ہونے سے حضرت ہارونؑ کی نسل سے تھیں۔

مسیح ابن مریمؑ

حضرت مریمؑ کا اپنا تعلق فلسطین کے جنوبی ملک یہوداہ سے نہیں تھا۔ وہ فلسطین کے شمالی ملک گلیل کے شہر ناصرۃ میں رہائش رکھنے سے گلیلی تھیں۔ اس لئے بائبل کی رُو سے نسبی طور پر وہ حضرت ہارونؑ کے گھرانے سے تو تھیں لیکن ملکی نسبت سے وہ ہرگز یہوداہ کے گھرانے سے نہ تھیں۔

حضرت ہارونؑ کی نسل سے حضرت مریم حضرت مسیحؑ کی والدہ ماجدہ تھیں۔ حضرت مسیحؑ کا کوئی باپ نہ ہونے سے قرآن مجید میں درست طور پر ابن مریم کے نام سے پکارا گیا ہے۔ بائبل میں کہیں بھی انہیں ابن مریم کے نام سے نہیں پکارا گیا حالانکہ [illegible] کی اہمیت کے پیش نظر اسرائیلیوں کی اولاد رمال کے ساتھ منسوب کی جاتی تھی۔ مثلاً

حضرت داؤدؑ کی بہن ضرویاہ (۱۔ تواریخ ۲: ۱۶) کی اولاد کو بنی ضرویاہ کہا گیا ہے۔ (۲۔ سموئیل ۲: ۳۹) اور ابی شے، ایوب اور عسائیل کو ہر جگہ ضرویاہ کے بیٹے لکھا گیا ہے (۲۔ سموئیل ۱۸: ۲) کہیں بھی انہیں باپ کے ساتھ موسوم نہیں کیا گیا۔

مسیحؑ ابن داؤدؑ؟

گو حضرت مریمؑ کا حضرت ہارونؑ کے گھرانے سے ہونا ثابت ہے لیکن ان کا حضرت داؤدؑ کی نسل سے ہونے کا کوئی باعث بائبل سے پیش نہیں کیا جا سکتا۔ اناجیل متی و لوقا میں تضادات سے بھرپور دو نسب نامے حضرت مسیحؑ سے منسوب کئے گئے ہیں۔ درحقیقت یہ یوسف بڑھئی نام کے ایک فرضی کردار کے نسب نامے ہیں۔ دونسب ناموں کے تعلق سے یہ فرضی کردار کوئی مجہول الاصل شخص تھا جس کا کسی قسم کا تناسلی واسطہ و تعلق حضرت مریمؑ سے نہ تھا۔ اس طرح مسیحیت کے پیروکاروں کا حضرت مسیحؑ کو حضرت داؤدؑ کی نسل سے قرار دے کر انہیں ابن مریمؑ کی بجائے ابن داؤدؑ پکارنے کا کوئی جواز نہیں ہے۔ اس فریب کا سبب معلوم کرنا دشوار نہیں۔

مسیح ابن داؤد بنائے جانے کا سبب

"بائبل سے بائبل کی تکذیب" میں ہم یہ واضح کر چکے ہیں کہ مخالف مسیحؑ پولس کے وضع کردہ دین کا نام مسیحیت ہے کہ یہ حضرت مسیحؑ کی پیروی کا دین نہیں ہے۔ دین مسیحیت کی تشریح خطوط پولوس میں کی گئی ہے، اور اناجیل اربعہ کی بنیاد خطوط پولس پر رکھی گئی ہے۔ اس طرح مسیحیت اناجیل پر مبنی نہیں بلکہ اناجیل کی بنیاد مسیحیت کے عقائد پر ہے۔

اناجیل نویس خواہاں تھے کہ حضرت مسیحؑ ابن داؤدؑ ثابت کیا جائے کیونکہ حضرت داؤد نہ صرف خدا کے مسیح تھے بلکہ وہ بنی اسرائیل کے عظیم ترین بادشاہ بھی تھے اور ان کے بیٹے حضرت سلیمانؑ کے بارے میں پرانا عہد نامہ میں یہ باطل کلام بلا شرکت نبی کی زبانی خدا سے منسوب کیا ہوا ہے۔ جو حضرت مسیحؑ ابن داؤد بنانے کا باعث ہے۔

اور جب (داؤد) تیرے دن پورے ہو جائیں گے تاکہ تو اپنے باپ دادا کے ساتھ مل جانے کو چلا جائے تو میں تیرے بعد تیری نسل کو تیرے بیٹوں میں برپا کروں گا اور اس کی سلطنت کو قائم کروں گا۔ وہ (حضرت سلیمانؑ) میرے لئے گھر بنائے گا اور میں اس کا تخت ہمیشہ کے لئے قائم کروں گا۔ میں اس کا باپ ہوں گا اور وہ میرا بیٹا ہو گا اور میں اپنی شفقت اس پر سے نہیں ہٹاؤں گا جیسے میں نے اس (ساؤل) پر سے جو تجھ سے پہلے تھا ہٹالی۔ بلکہ میں اس کو اپنے گھر میں اور اپنی مملکت میں ابد تک ثابت رکھے گا۔" (۱۔ تواریخ ۱۷: ۱۱، ۱۴)

یہ تو سبھی جانتے ہیں ۵۸۶ ق م کے لگ بھگ نبوکد نضر (بخت نصر) کے ہاتھوں ہیکل سلیمان اور یروشلم کی تباہی کے بعد حضرت داؤد کا تخت کبھی بھی ان کی اولاد کو نصیب نہیں ہوا۔ اور بنی اسرائیل پر اسیری، غلامی اور ذلت کی زندگی میں گزرنے والے ادوار کو کون نہیں جانتا۔ اس کے باوجود ناتن نبی کے کلام کو سچا خدائی کلام سمجھتے ہوئے اناجیل میں فرشتہ کی زبانی یہ بیانات حضرت مسیحؑ کی پیدائش کے ساتھ منسوب کئے گئے ہیں:

(۱) فرشتہ نے اس سے کہا اے مریم! خوف نہ کر کیونکہ خدا کی طرف سے تجھ پر فضل ہوا ہے۔ دیکھ تو حاملہ ہو گی اور تیرے بیٹا ہو گا۔ اس کا نام یسوع رکھنا۔ وہ بزرگ ہو گا اور خدا تعالیٰ کا بیٹا کہلائے گا اور خداوند خدا اس کے باپ داؤدؑ کا تخت اسے دے گا۔ اور وہ یعقوبؑ کے گھرانے پر ابد تک بادشاہی کرے اور اس کی بادشاہی کا آخر نہ ہو گا۔" (لوقا ۱: ۳۰، ۳۳)

جبکہ حقیقت یہ ہے کہ مسیحیت کے پیروکاروں میں سے کوئی ایک بھی شخص ایسا نہیں جو حضرت یعقوبؑ کے گھرانے کا ہو۔ سبھی غیر اقوام کے لوگ ہیں۔

(۲) انجیل متی کا بیان ہے کہ یسوع کی پیدائش کے بعد حاکم فلسطین ہیرودیس بادشاہ نے قوم کے سب سردار کاہنوں اور فقیہوں کو جمع کر کے ان سے پوچھا کہ مسیحؑ کی پیدائش کہاں ہونی چاہیے؟ انہوں نے اس سے کہا یہودیہ کے بیت لحم میں کیونکہ نبی کی معرفت یوں لکھا گیا ہے کہ:

"اے بیت لحم یہوداہ کے علاقے! تو یہوداہ کے حاکموں میں ہرگز سب سے چھوٹا نہیں۔ کیونکہ تجھ میں سے ایک سردار نکلے گا۔ جو میری امت اسرائیل کی گلہ بانی کرے گا۔" (متی ۲: ۴، ۶)

اور یہ کہ "وہی اپنے لوگوں کو گناہوں سے نجات دے گا۔" (متی ۱: ۲۱)

تحقیق و تجسس کے فن سے عاری اناجیل نویس

اناجیل نویس تحقیق و تجسس کے اصولوں سے ناواقف اور کم علم لوگ تھے۔ تضادات سے بچنے کے لئے کسی بھی ایک مصنف نے کبھی یہ معلوم کرنے کی کوشش نہیں کی تھی کہ اس سے پیشتر لکھی گئی انجیل میں کیا کچھ ہے۔ حضرت مسیحؑ کی زندگی کے حالات اور ان کے اقوال لکھنے میں انہوں نے کسی قسم کی چھان پھٹک بھی نہیں کی تھی کہ جس طرح سے احادیث نبویؐ لکھنے میں اقوال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی درستگی قائم رکھنے کے لئے کی

گئی تھی۔ تاہم پر لوسی عقائد پر پختگی سے قائم ہو کر پولوس کی پیروی میں اناجیل نویس تحریف کے فن کے ماہر تھے۔ نبی کی معرفت ادپر لکھا گیا خدا کا کلام متی ۲: ۴-۶ کو بھی دیکھیے۔ یہ پرانا عہد نامہ سے میکاہ نبی کے کلام کا حوالہ ہے۔ اصل کلام اس طرح ہے :-

" اے بیت لحم افراتاہ اگرچہ تو یہوداہ کے ہزاروں میں شامل ہونے کے لئے چھوٹا ہے تو بھی تجھ میں سے ایک شخص نکلے گا اور میرے حضور اسرائیل کا حاکم ہو گا۔" (میکاہ ۵ : ۲)۔

متی کے ساتھ تقابل سے پتہ چلتا ہے کہ عقیدت مندی سے حضرت مسیحؑ کی جائے پیدائش بیت لحم کو برتری بخشنے کے لئے انجیل نویس متیؔ نے کس خوبی کے ساتھ اصل الٰہی کلام "چھوٹا" کو "ہر گز سب سے چھوٹا نہیں" بنا دیا ہے۔

بقیہ :- کامیابی کا راز

کی سعی ہو رہی ہے۔ یہ ہے اتباع ہوئی۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ جو شخص اپنی ہوا و ہوس کی پیروی کرتا ہے۔ وہ ان ہدایات و احکامات کی تعمیل نہیں کر سکتا۔ جو حاکم حقیقی نے اس کے لئے بھیجے ہیں۔ اور جو شخص اپنے حاکم حقیقی کا محکوم حقیقی بن کر زندگی گزارتا ہے۔ وہ ہوا و ہوس کے دام میں کبھی پھنس نہیں سکتا۔ مختصر یہ کہ اتباع ہوئی اور اتباع ہدیٰ دو متضاد چیزیں ہیں --- جو متبع ہدیٰ ہے۔ وہ متبع ہوئی نہیں ہو سکتا۔ اور متبع ہدیٰ متبع ہوئی نہیں ہو سکتا۔ یہ دونوں الگ الگ راستے ہیں۔ ہر ایک راستے کے الگ الگ مسافر ہیں۔ الگ الگ منازل ہیں۔ الگ الگ مراحل اور مدارج ہیں راہ ہوئی کا مسافر جب اپنے دونوں جانب ان اونچے اونچے پھل دار درختوں کو دیکھ لیتا ہے۔ تو ان کے پر فریب سایوں کی عجیب دلفریب سی ٹھنڈی ٹھنڈی ہواؤں کے جھونکوں سے پتوں کے جھڑنے اور جھومنے کی دلنشین آواز، مسحور کن نظارے، پرندوں کی چہچہاہٹ اور خاص کر دُور سے دکھائی دینے والے چمکیلے سراب اس کے ہوش و حواس کو اڑا دیتے ہیں۔ اب یہ ان درختوں سے پھل کھا رہا ہے۔ ساتھ ساتھ خوشی کے نغمے گا رہا ہے۔ اس کی رفتار کو دیکھ کر کبوتر کو بھی رشک آرہا ہے۔ غفلت و مدہوشی کا عالم یہ ہے۔ کہ راستے کی تمام رکاوٹیں اسے نظر ہی نہیں آتیں۔ لیکن ایک مدت تک سفر کرنے کے بعد اس کا واسطہ ایسے بیابان سے پڑ جاتا ہے۔ جہاں نہ پانی ہے، نہ ہوا ہے۔ نہ درخت ہیں۔ نہ بیل بوٹے۔ اب یہ واپس لوٹنے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن واپسی ناممکن ہے۔ گرمی کی وجہ سے پسینہ چھوٹ رہا ہے۔ پیاس کی وجہ سے زبان باہر لٹک رہی ہے۔ مجبور کی انتہا پر ہے۔ ان تمام مصائب میں یہ تن تنہا پھنسا ہوا ہے۔ نہ اس کا کوئی غمگسار ہے۔ نہ مددگار۔ اپنے گذشتہ اوقات و لمحات کو یاد کر کر کے اور حسرت کی آہیں بھر بھر کر زندگی گزارتا ہے۔

بے اختیار اس کے منہ سے یہ شعر نکلتا ہے۔

وائے ناکامی کہ بعد از مرگ یہ ثابت ہوا۔
خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سُنا افسانہ تھا۔

ایک سوال اور اس کا جواب

ہم سب کو اس ہفت روزہ کی توسیع اشاعت کیلئے کوشاں ہونا چاہیئے

حضرات اکابر امت کی دیرینہ خواہش تھی کہ پاکستان میں دجالین کذابین کی سرکوبی اور بیخ کنی کیلئے "ختم نبوت" کے نام سے ایک رسالہ کا اجراء ہو۔ کہ نام سے ہی افادیت اور مقصد ظاہر ہو۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر و احسان ہے کہ امیدیں بر آئیں اور ہفت روزہ "ختم نبوت" کا سلسلہ شروع ہوا۔

دور حاضر میں امت اختلاف و تشتت کا شکار ہے مگر بعض اختلافات محض سطحی اور مغالطات کی وجہ سے ہیں۔ ان اختلافات سے کنارہ کش ہو کر امت مسلمہ کو ملحدین و معاندین و زنادقہ کے قلع قمع کے لئے صف آراء ہونا چاہیئے۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ کے فرمان کے مطابق ہم سب کو اس ہفت روزہ کی توسیع اشاعت کے لئے کوشاں ہونا چاہیئے اللہ تعالیٰ محض اپنی رضا کیلئے دین متین کی خدمت کے لئے کمر بستہ ہونے کی توفیق نصیب فرمائیں۔

غلام رسول عفی اللہ عنہٗ
جامعہ رشیدیہ ساہیوال۔

ہفت روزہ کو معیاری علمی اخلاقی

مضامین سے آراستہ کیا جائے۔

گرامی قدر احباب مدیر صاحب ہفت روزہ ختم نبوت کراچی۔

باقی صفحہ ۲۳ پر

بے حجابی سے تیری ٹوٹا نگاہوں کا طلسم
اک ردائے نیلگوں کو آسماں سمجھا تھا میں

تاج محمد مدرس مدرسہ قاسم العلوم فقیر والی

راقم الحروف نے آج سے نصف صدی بیشتر دو برس قادیان میں مستقل طور پر قیام کر کے مرزائیت کے لٹریچر کا مکمل اور گہرا مطالعہ کرنے کے بعد جب اسے کھنگالا۔ تو قادیانی کفر نکھر کر سامنے آ گیا۔

حقیقت یہ ہے کہ قادیانی امت اسلام کی تبلیغ کے نام پر جن عقائد اور نظریات کی اشاعت میں مصروف ہے ان سے اس اسلام کی کلیتہً نفی ہوتی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش فرمایا۔

میرے قلم میں یارا نہیں کہ متنبی قادیان کی ان خرافات کو کس طرح نقل کروں کہ باری تعالیٰ کے اسلامی تصور کو کس طرح مسخ کیا گیا ہے۔ نبوت و رسالت کے اسلامی عقیدہ کو کس طرح پس پشت ڈال کر اس سے استہزا کیا۔ کس طرح اس کی توہین کا ارتکاب کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ اس نے دین اسلام کو اکھوڑ کر جلا دیا۔ اسلام کے بنیادی عقائد کی جڑوں پر تبر چلا دیا۔ اس نے انبیائے کرام و مرسلین نیز واتی علیہم وعلیٰ نبینا الصلوٰۃ والسلام کی عمداً تحقیر کی۔ جن کی تعظیم و تکریم کا حکم ہمیں قرآن پاک میں مل چکا ہے۔

ناظرین کرام! کیا

(۱) ذات باری تعالیٰ کو ایک ظالم جانور تیندوے سے تشبیہ دینے والا۔

(۲) اونٹنی سوار سے تشبیہ دینے والا۔

(۳) اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ رسولوں کو چوروں سے تشبیہ دینے والا۔

(۴) ختم نبوت کے عقیدہ کو لعنتی عقیدہ قرار دینے والا

(۵) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو شرابی کبابی۔ بدزبان۔ مکار۔ فریبی۔ بداخلاق کہنے والا۔

(۶) جہاد کو حرام قرار دینے والا۔

(۷) حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی "احمد" پر غاصبانہ قبضہ کرنے والا مسلمان ہو سکتا ہے؟ چہ جائیکہ اس کے متبعین کو اسلام کی نعمت سرمدی سے حصہ ملے۔

افسوس صد افسوس! کہ قادیانی لوگ آج بھی باوجود غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کے، اسلام کے نام پر کھلم کھلا اپنے کافرانہ عقائد کی تبلیغ کے ذریعہ ملت اسلامیہ کے جسد سے بوٹیاں نوچ نوچ کر اپنے اجتماعی وجود کو غذا مہیا کر رہے ہیں۔

ہمارا مقصد کسی کی دل آزاری یا ان کے کسی بزرگ کی توہین و تذلیل نہیں بلکہ کسی دنیوی لالچ اور طمع کی وجہ سے اسلام کے صراط مستقیم سے منحرف ہو کر، ارتداد کی گود میں پل کر جوان ہونے والے نظریات کو بے نقاب کر کے، قرآن و حدیث کا حکم اور اسلاف کا صحیح طرز عمل پیش کرنا ہے۔

ہم قادیانیوں کے دونوں فریقوں کے ان افراد کو، جو خدا تعالیٰ کے سامنے پیش ہونے کے انتہائی ہولناک لمحات کا خوف دل میں رکھتے ہوں، حق کو حق کہنے اور حق ہونے کی بنا پر قبول کرنے، اور باطل کو باطل سمجھ کر چھوڑنے کے لئے تیار ہوں، دعوت دیتے ہیں کہ خدارا ہماری معروضات پر ٹھنڈے دل سے غور فرمائیں۔ کہ تمہارے دلوں میں جس شخص کے احترام کا دریا موجزن ہے، اس کے اپنے عقائد کا کیا حال ہے۔ کیا اس کی پیروی کر کے تم اسلام کی تعلیم سے دور جا پڑے ہو یا اس سے بہت بُعد اختیار کر چکے ہو جس نے حقیقی اسلام سے روگردانی کر کے نبوت کے مرتبہ عالیہ کی تحقیر و تذلیل پر سارا زور صرف کر دیا۔ ہم آپ کو اس صراطِ مستقیم پر چلنے کی دعوت دیتے ہیں جو خدا تعالیٰ نے نوع انسانی کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

کی وساطت سے دکھایا ہے۔

مرزا غلام احمد۔ سربراہ اول مولوی نور الدین سربراہ ثانی مرزا محمود احمد۔ مرزا بشیر احمد اور دیگر قادیانی اکابر و اصاغر کی تصانیف آج بھی موجود ہیں۔ مرزا غلام احمد اور ان کی ذریت نے اسلامیان عالم کو کافر قرار دے کر ان سے وہی سلوک کیا جو ان کے نزدیک کافروں سے ضروری تھا۔ انہوں نے وہ راستہ اختیار کیا جو کفر و ارتداد کی وادیٔ ہلاکت تک پہنچانے والا ہے۔ ان کی عبارات کو پڑھ کر جذبات اس بات کے متحمل ہی نہیں ہوتے کہ ان کا نام کسی احترام کے اسلوب سے لیا جائے۔

(۱) مرزا غلام احمد اپنا ایک الہام "تبلیغ رسالت" صفحہ ۲۷ پر درج کرتا ہے کہ "جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا۔ اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا۔ وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے"

(۲) مرزا محمود احمد "آئینہ صداقت" کے صفحہ ۳۵ پر لکھتے ہیں۔ "کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے۔ خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا۔ وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں"

(۳) مرزا غلام احمد اپنا ایک الہام "حقیقۃ الوحی" کے صفحہ ۱۶۳ پر لکھتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک وہ شخص

> حقیقت یہ ہے کہ قادیانی امت اسلام کی تبلیغ کے نام پر جن عقائد اور نظریات کی اشاعت میں مصروف ہے ان سے اس اسلام کی کلیتہً نفی ہوتی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش فرمائے۔

جس کو میری دعوت پہنچی ہے۔ اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں"

(۴) مرزا بشیر احمد پسر مرزا غلام احمد "کلمۃ الفصل" ریویو آف ریلیجنز جلد ۱۴ صفحہ ۱۱۰ پر لکھتے ہیں "ہر ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے۔ مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا۔ یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمدؐ کو نہیں مانتا۔ یا محمدؐ کو مانتا ہے مگر مسیح موعود کو نہیں مانتا۔ وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے"

(۵) مرزا غلام احمد نے "تبلیغ رسالت" جلد نہم صفحہ ۲۷ پر لکھا ہے "خدائے تعالیٰ نے فرمایا جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا۔ اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا۔ اور تیرا مخالف رہے گا۔ وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے"

(۶) مرزا محمود احمد "الفضل" ۳۰ جولائی ۱۹۳۱ء میں لکھتے ہیں۔ "حضرت مسیح موعود کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ میرے کانوں میں گونج رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح یا اور چند مسائل میں ہے۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی ذات، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم، قرآن، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، غرض کہ آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں ان سے اختلاف ہے۔

حضرات گرامی:۔ مرزا غلام احمد اور ان کے پسران خلیفہ محمود احمد اور بشیر احمد کی تحریروں سے ظاہر ہے کہ سوائے مرزائیوں کے باقی سب مسلمان خواہ وہ دنیا کے کسی بھی خطے میں بستے ہوں۔ وہ نہ صرف کافر بلکہ پکے کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

لیکن ہم واشگاف الفاظ میں یہ بھی بتا دینا چاہتے ہیں کہ پھر مرزا غلام احمد ہی کے "ارشادات عالیہ" کی رو سے تمام مرزائی خواہ وہ قادیانی گروپ سے تعلق رکھتے ہوں یا لاہوری گروپ سے منسلک ہوں۔ اور خواہ وہ دنیا کے کسی بھی خطے میں آباد ہوں۔ نہ صرف کافر بلکہ پکے کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ اور خود "نابدولت" مرزا غلام احمد بھی۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ مرزائیوں کا لاہوری فریق مسلمانوں کو کافر نہیں بلکہ مسلمان قرار دیتا ہے۔ دوسری جانب مرزا غلام احمد مسلمانوں کو کافر قرار دیتے ہیں۔ مرزا صاحب اپنی کتاب "حقیقۃ الوحی" کے صفحہ ۱۶۵ پر لکھتے ہیں "کافر کو مومن قرار دینے والا خود کافر ہو جاتا ہے" اب مرزا غلام احمد کے "ارشاد" کے مطابق اس کے متبعین کا لاہوری فریق کافر ہے۔

اب ہم قادیانی فریق کی طرف آتے ہیں۔ قادیانی فریق (مرزائیوں کے) لاہوری فریق کو مسلمان اور احمدی تسلیم کرتا ہے۔ لیکن جیسا کہ ہم مرزا صاحب کی رو سے ثابت کر چکے ہیں کہ لاہوری مرزائی کافر ہیں۔ اب قادیانی فریق کافروں کو (یعنی لاہوری

مرزائیوں کو) مسلمان اور احمدی تسلیم کرکے کافر ہوگیا۔

نتیجہ یہ نکلا کہ :-

(۱) مسلمان مرزا غلام احمد کے منکر ہوکر کافر

(۲) لاہوری مرزائی اُن کو مسلمان کہہ کر کافر

(۳) قادیانی فریق لاہوریوں کو مسلمان اور احمدی مان کر کافر

متنبی قادیان کی "برکت" سے تمام مرزائی اور غیر مرزائی سب کافر۔ اب اگر روئے زمین پر کوئی مسلمان رہ گیا ہے تو وہ صرف ایک مرزا غلام احمد کی ذات ہے۔ یہ بات کہ مرزا صاحب مسلمان ہیں یا وہ بھی کافر۔ اس کا فیصلہ مرزا صاحب کی ایک تحریر پر ہی کیا جاتا ہے۔ مرزا صاحب اپنی اپنی کتاب "حقیقۃ الوحی" کے صفحہ ۱۶۳ پر لکھتے ہیں۔

"جو شخص مجھے مفتری ٹھہراتا ہے۔ تو وہ مومن کیونکر ہوسکتا ہے۔ اگر وہ مومن ہے تو میں بوجہ افترا کرنے کے کافر ٹھہرا۔ کیونکہ میں ان کی نظر میں مفتری ہوں"

لاہوری جماعت اس شخص کو جو مرزا صاحب کو مجدد یا مسیح موعود نہیں مانتا۔ اسے مسلمان سمجھتی ہے۔ ادھر مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ "اگر وہ مومن ہے۔ تو میں بوجہ افترا کرنے کے کافر ٹھہرا۔ کیونکہ میں اُن کی نظر میں مفتری ہوں"

اب لاہوری فریق کے عقیدہ کی رو سے مرزا صاحب بھی کافر۔

اللہ اللہ اور خیر سلا

ثالث : ایک اور بات جس سے عوام الناس کو دھوکہ دے کر اور بعض سادہ لوح مسلمانوں کو اپنے دام ہمرنگ زمیں میں پھنسا اور الجھا کر کفر و ارتداد کی ہلاکت خیز وادی میں دھکیل دیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ مرزا صاحب نے اسلام کا بول بالا کر دیا۔ یہ کر دیا۔ وہ کر دیا وغیرہ وغیرہ۔ اس بات کا جواب صرف ایک فقرے میں مضمر ہے کہ (دوسری جانب) مرزا غلام احمد اور ان کی ذریت نے اسلام کو مسخ کیا اور اسلامیانِ عالم کو کافر قرار دیا۔

(۱) "حقیقۃ النبوۃ" کے صفحہ ۱۸۶ پر "ختم نبوت" کے عقیدہ کو لعنتی عقیدہ قرار دیا۔

(۲) "ضمیمہ براہین احمدیہ پنجم" کے صفحہ ۲۵۲ پر دین اسلام کو شیطانی مذہب قرار دیا۔

(۳) "توضیح مرام" کے صفحہ ۲۹ طبع اول پر خدا تعالیٰ کو اونٹنی سوار سے تشبیہ دی لکھتے ہیں کہ "انسان کا نفس بھی درحقیقت اسی غرض کے لئے پیدا کیا گیا ہے کہ تا وہ ناقۃ اللہ کا کام دیوے۔ اور اس کی فنافی اللہ ہونے کی حالت میں خدا تعالیٰ اپنی پاک تجلی کے ساتھ سوار ہو۔ جیسے کوئی اونٹنی پر سوار ہوتا ہے۔"

(۴) "توضیح مرام" کے صفحہ ۷۴ طبع اول پر خدا تعالیٰ کو ایک جانور تیندوے سے تشبیہ دی۔ لکھتے ہیں کہ "ہم فرض کر سکتے ہیں کہ قیوم العالمین ایک ایسا وجود ہے جس کے بے شمار ہاتھ اور بے شمار پیر ہیں۔ اور ہر ایک عضو کثرت سے ہے۔ تعداد میں خارج اور لا انتہا عرض اور طول رکھتا ہے۔ اور تیندوے کی طرح اس وجود اعظم کی تاریں بھی ہیں"

(۵) "نزول المسیح" صفحہ ۳۵ پر اللہ رب العزت کے رسولوں کو چوروں سے تشبیہ دی۔ لکھتے ہیں "یہودیوں اور عیسائیوں اور مسلمانوں پر باعث ان کے پوشیدہ گناہ کے یہ ابتلا آیا کہ جن راہوں سے وہ نبی نہیں آئے بلکہ چور کی طرح کسی اور راہ سے آگئے"

(۶) "الحکم" قادیان ۱۷ اپریل ۱۹۰۳ء پر خیر الامت کو شر الامت قرار دیا۔

(۷) مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ قرآن کریم عرب میں اترا۔ لیکن مرزا غلام احمد کہتا ہے قادیان کے قریب اُترا۔ مرزا غلام احمد کا الہام "ازالہ اوہام" کے صفحہ ۷۶ پر اور "تذکرہ" مجموعہ الہامات کے صفحہ ۷۶۔ ۲۰۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۶۔ ۶۳۴ پر درج ہے۔

"انا انزلناہ قریبا من القادیان"

(۸) جہاد کو حرام قرار دیا (اربعین نمبر ۴ صفحہ نمبر ۵ رسالہ جہاد۔ تحفہ گولڑویہ)

(۹) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو "چشمہ مسیحی" صفحہ ۹ "کشتی نوح" صفحہ ۶۵ "دافع البلاء" صفحہ ۳ "ضمیمہ انجام آتھم" صفحہ ۵ اور صفحہ ۳۰ پر بد اخلاق۔ بد زبان۔ شرابی جھوٹ بولنے والا گالیاں دینے والا۔ بے تعلق جوان عورتوں سے تعلق رکھنے والا لکھا ہے (نعوذ باللہ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام امتیازات خصوصیات اور مقامات درجات کو اپنی ذات پر چسپاں کیا۔ یہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کھلی توہین ہے۔

(۱) "ایک غلطی کا ازالہ" صفحہ ۴ پر لکھا ہے "محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی"

(۲) "اربعین" ۳ صفحہ ۲۸ پر لکھا ہے وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین (اے مرزا) ہم نے تجھے رحمۃ اللعالمین بنا کر بھیجا"

(۳) "حقیقۃ الوحی" کے صفحہ ۱۱ پر لکھا ہے "داعیا الی اللہ باذنہ وسراجا منیرا" یہ الہام "تذکرہ" طبع دوم کے صفحہ ۵۳ پر درج ہے۔

(۴) "حقیقۃ الوحی" کے صفحہ ۷۶ پر اور "تذکرہ" طبع دوم کے صفحات ۶۵۲-۸۱۹-۸۲۷ پر یہ الہام درج ہے "دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنیٰ" حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم عرش الٰہی کے قرب سے نوازے گئے۔ مرزا غلام احمد اس قرب کو اپنی جانب منسوب کرتا ہے۔

(۵) مرزا غلام احمد کا دعا ہے کہ حوض کوثر مجھے عطا کیا گیا۔ "انا اعطینٰک الکوثر" (اے مرزا) ہم نے تمہیں کوثر عطا کیا۔ مرزا صاحب کا یہ الہام "تذکرہ" مجموعہ الہامات طبع دوم کے صفحہ ۶۵۲-۸۱۹-۸۲۷ پر درج ہے۔

(۶) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت جو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں تھی۔ جس کا ذکر قرآن کریم اور بائبل میں آیا ہے "ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد" مرزا غلام احمد نے اس کو بھلا اپنے اوپر چسپاں کر لیا۔ مرزا کی ذریت صاف اعلان کر رہی ہے۔ زین العابدین ولی اللہ شاہ مرزائی نے اپنی کتاب "اسمہ احمد" کے ڈیڑھ سو صفحات اسی موضوع پر سیاہ کر دیئے ہیں۔

قادیانی دوستو

مرزا غلام احمد کے متبع بن کر قصر اسلام سے کس قدر دور جا پڑے ہو۔ اس دن کی فکر کرو جس کے متعلق صاف الفاظ میں یہ بتلا دیا گیا ہے۔ تلفح وجوھھم النار وھم فیھا کالحون۔ الم تکن اٰیتی تتلیٰ علیکم فکنتم بھا تکذبون۔ آگ ان کے چہروں کو جھلس رہی ہوگی۔ اور اسی میں پیچ و تاب کھائیں گے۔ اور (ان سے کہا جائے گا) کہ کیا تم پر میری آیات پڑھ کر نہیں سنائی گئی تھیں۔ لیکن تم ان کو جھٹلایا کرتے تھے۔

رائے آپ کی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ الحمد للہ مجھے یہ معلوم کر کے انتہائی مسرت ہوئی کہ کراچی سے ہفت روزہ ختم نبوت کی اشاعت شاندار طریقے سے ہو رہی ہے۔ اللہ کریم آپ حضرات کے مساعی کو شرف قبولیت سے نوازے اور عقیدہ ختم نبوت کی کما حقہ خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

کوشش کی جائے کہ نہایت ہی عمدگی سے اس ہفت روزہ کو معیاری علمی، اخلاقی مضامین سے آراستہ کیا جائے اور دور حاضر کے فتنوں کا ڈٹ کر علمی مقابلہ از بس ضروری ہے۔

دعا ہے اللہ کریم اس رسالہ کو تا قیام قیامت شاد آباد رکھے۔ آمین یا خالق یا منان۔

والسلام

مولانا غلام مصطفیٰ مدیر دار العلوم مدینہ بہاول پور۔

جلال پور پیر والا میں

جلسہ

عربیہ جامعہ قادریہ جلال پور پیر والا کا ایک سالانہ جلسہ منعقد ہو رہا ہے۔ اس جلسے سے قائد اہل سنت مولانا عبد الشکور دین پوری خطیب العصر مولانا عبد المجید ندیم، مولانا سید عطا المحسن خطیب ملت مولانا کرم الٰہی فاروقی، مولانا خدا بخش فاروقی مولانا عبد الرحمٰن جامی نقشبندی خطاب فرمائیں گے۔ اور حافظ خلیل احمد خلیل مداح اصحاب رسول پیش کریں گے۔ جلسے کی صدارت استاذ العلماء مولانا غلام محمد کریں گے۔

پندونصائح

افاداتِ عارفی

ملفوظات طیبات عارف باللہ ڈاکٹر عبدالحی صاحب عارفی مدظلہ

ضبط و ترتیب: منظور احمد الحسینی

علوم ظاہری درسیات سے اور علوم باطنی تربیت سے حاصل ہوتے ہیں

فرمایا:۔ شریعت اور طریقت کیا چیز ہے۔ ان دونوں کی حقیقت کیا ہے؟

آج کل یوں سمجھا جاتا ہے کہ شریعت کی چند کتابیں پڑھ لیں بس عالم ہوگئے۔ طریقت کی کچھ باتیں سیکھ لیں بس صوفی بن گئے حالانکہ ایسا نہیں ہے کیا آپ نے شریعت وطریقت کا سبق پڑھا ہے یا نہیں۔ اگر نہیں پڑھا تو پڑھنا چاہیئے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے،

کتابِ محبت کا اے حضرتِ دل
بتاؤ تو، تم نے کتنا سبق
کہ جب آن کر تم کو دیکھا
تو وہی لیے دستِ افسوس کے دو ورق

فرمایا:۔ ایک مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم ۝
علم الانسان مالم یعلم ۝

دوسرے مقام پر فرمایا۔

انہ کان ظلوما جھولا ۝ ان آیات میں انسان کو ایک طرف ظلوم وجہول کہا گیا ہے۔ دوسری طرف احسن تقویم ۝ کا تمغہ عطا فرمایا ہے اب سوال یہ ہے کہ ظلوم وجہول اشرف المخلوقات کیسے بن گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم اس کو اشرف المخلوقات بننے کا طریقہ سکھائیں گے تو اشرف بن جائے گا۔

اس کا طریقہ یہ ہے کہ انسان کا ایک ظاہر ہے ایک باطن۔ کچھ اعمال کا صدور جوہر اعضاء ظاہری سے ہوتا ہے اور کچھ کا جوہر اعضاء باطنی سے، اور انسان ان دونوں کا مکلف ہے۔

انسان کو اللہ تعالیٰ نے یہ دو جوہر عطا فرمائے ہیں وہ کسی اور مخلوق کو عطا نہیں فرمائے۔ انسان کو ان دونوں نسبتوں (ظاہری و باطنی) کے لحاظ سے اشرف بنانے کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے خود لیا اور یہ انہیں کا حق تھا کیونکہ وہ ہمارے خالق ہیں۔

فرمایا:۔ جتنے ظاہری اعمال جن کا ظہور انسان سے ممکن ہے۔ اس کا ایک پکا ضابطۂ حیات اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے اس کا نام شریعت ہے یا یوں کہہ لیجئے اعضاء ظاہری سے جتنے اعمال کا صدور ہوتا ہے اس کے لیے جو ضابطۂ حیات ہے اس کا نام شریعت ہے اور اعضاء باطنی سے جن اعمال کا صدور ہوتا ہے اس کا نام طریقت ہے۔

اعضاء ظاہری و باطنی دونوں کے لیے جو ضابطہ اللہ تعالیٰ نے مقرر کیا ہے اور یہ ہدایت فرمائی ہے، اور دونوں کے متعلق جو احکامات ہیں۔ ان کا مجموعہ دین کہلاتا ہے۔

اشرف المخلوقات بننے کے لیے انسان کے لیے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام احکامات پر عمل کیا جائے اور اپنے ظاہر و باطن کو سنوارا جائے۔

اگر آپ نے ایسا نہیں کیا تو نہ آپ عالم کہلا سکتے ہیں نہ صوفی۔ مسئلہ بالکل ادھورا رہ جائے گا۔

فرمایا:۔ اشرف المخلوقات کے صحیح معنی یہ ہیں کہ انسان عبد کامل بن جائے اور عبد کامل وہی ہے جو احکام خداوندی ظاہر میں بھی

ہفت روزہ ختم نبوت رجسٹرڈ ایل نمبر ۷ ۳۲۱

اتمامِ نعمت

ابراهیم اسماعیل

کوئی اب پیغامِ نبوّت لا نہیں سکتا
نبی کوئی جہاں میں تا قیامت آ نہیں سکتا

رسولؐ پر ختم رسالت کا جو منکر ہے
مسلماں ہو نہیں سکتا، ہدایت پا نہیں سکتا

رسولِ انس و جاں بن کر محمدؐ مصطفےٰ آئے
کوئی اب دوسرا ہرگز رسالت پا نہیں سکتا

اگر مستحکم ہو جائے تمہاری قوت ایمانی
تو ہم سے کفر ٹکرانے کی طاقت پا نہیں سکتا

ہوا الیوم اکملت سے کامل دینِ بر حق
کوئی اس قرآں پہ حجت لا نہیں سکتا

کوئی ہو باب و مرزا ہو مقنّع ہو یا مسیلم ہو
یہ سب جھوٹے کوئی ان میں نبوت پا نہیں سکتا

بچو، ان سے سراپا کذب ہیں یہ مدعی سارے
کبھی کذّاب کا پیرو ہدایت پا نہیں سکتا

محمدؐ پر نبوت ختم ہے اتمام نعمت بھی
کوئی اب متصف خاص نبوت پا نہیں سکتا

ازل سے ہوں میں ابراہیم دیوانہ محمدؐ کا
یہ سودا سر سے میرے تا قیامت جا نہیں سکتا